ترجمان اسلام

اسلامی اقتدار کا نقیب

نگرانِ اعلیٰ

مفتی محمود

عوام حاکم وقت سے پوچھتے ہیں

خونی ہاتھ کب کاٹے جائیں گے؟



۴ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ ○ جمعہ

قیمت ایک روپیہ

شرافت کا آفتاب[1]

رُو پوش ہوگیا ہے وجاہت کا آفتاب
کوہِ وقار، خلق و مُروّت کا آفتاب

حق گوئیوں کا جس کی ہے چرچا نگر نگر!
اب چُھپ گیا وہ حق و صداقت کا آفتاب

کیوں عالمِ اسلام نہ آہ و فُغاں کرے
زیرِ زمین ہے علم و شرافت کا آفتاب

وہ مردِ حق آگاہ، کہ جس کے وجُود سے
روشن رہا ہے ختمِ نبوّت کا آفتاب

نگنی کا ناچ جس نے نچایا حریف کو!
دیکھا کہاں ہے ایسا شجاعت کا آفتاب

تُو نے لڑا ہے ختمِ نبوّت کا معرکہ
روشن رہے گا تیری سیادت کا آفتاب

نعرۂ رُستاخیز لگایا کچُھ اس طرح
گہنا دیا ہے جُھوٹی نبوّت کا آفتاب

وہ تیرے حُسنِ خلق سے [illegible] ہوگیا
دیکھا ہے جس نے تیری قیادت کا آفتاب

تیری فروتنی کو نہ پامال کر سکا!!
نصفُ النّہار پر تری شُہرت کا آفتاب

عشقِ رسُولؐ تھا تری ہر بات سے عیاں
پرتَو فگن تھا تُجھ پہ رسالتؐ کا آفتاب

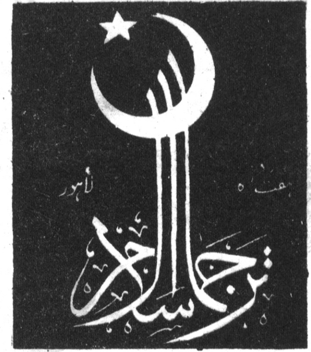
اکرام جب کبھی اُنہیں دیکھا تو یُوں لگا
جیسے طُلُوع ہُوا ہو مُحبّت کا آفتاب

اکرام القادری

[1] حضرۃ مولانا محمد یوسف بنوریؒ

اداریہ :

آہ حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف بنوری



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۴۳
جمعۃ المبارک ۱۴ ذیقعدہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۷ء

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۵۰/۱۱ روپے

یکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

پچھلے دنوں مجاہد کبیر حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحؒ کے لیے دل کا دورہ جان لیوا ثابت ہوا اور وہ دل کے ہاتھوں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ پوری ملّتِ اسلامیہ پر حضرت کی خبرِ وفات ایک بجلی بن کر گری اور ملت مسلمہ کا ہر فرد سراپا کرب اور مکمل اضطراب کے عالم میں تڑپ کر رہ گیا۔ لوگ دیوانہ وار ایک دوسرے سے اس الم انگیز خبر کی تصدیق کرتے اور مرغ بسمل بن جاتے۔

کسے خبر تھی کہ یہ جانکاہ حادثہ اتنی تیزی سے اور ایسا اچانک رونما ہوگا کہ ہر فرد ششدر و حیران ہو کر رہ جائے گا۔ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا یہ علمبردار اس سرعت اور اتنی تیزی سے دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف رخصت ہو کر اپنے کروڑوں سوگواروں، غیر مختتم سسکیوں اور آہوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔

میری نظروں سے وہ منظر اوجھل نہیں ہوتا جب حضرت بنوریؒ کے بڑے صاحبزادے برادرم محمد صاحب نے حضرت کی وفات سے دو روز قبل جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں پاکستان قومی اتحاد کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت بنوریؒ کا یہ پیغام دیا کہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں یہ سوا چار بجے شام کی بات ہے جبکہ مفتی صاحب پونے پانچ بجے کی پرواز سے قاہرہ جانے کے لیے کراچی تشریف لے جا رہے تھے۔

پیغام کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ پرواز میں صرف نصف گھنٹہ باقی ہے، جی تو میرا بھی چاہتا ہے کہ مولانا سے ملاقات ہو، مگر مجبوری ہے۔ میری طرف سے معذرت کر دیں اور کہیں کہ انشاء اللہ بیت اللہ میں ملاقات ہوگی۔ مفتی صاحب نے ازراہِ تفنن یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "ہم تو آپ کے یہاں جا رہے ہیں اور آپ لوگ یہاں ہیں"۔ اس وقت یہ کون جانتا تھا کہ مولانا اس مرتبہ خدا کے گھر کی بجائے خدا سے ملنے والے ہیں اور اب ان سے ملاقات آخرت میں ہی ہوگی۔

مجھ ایسا فرومایہ علم و عمل حضرت مولانا کے بارے میں کیا لکھ سکتا ہے وہ سراپا محامد اور مجسم محاسن تھے۔ ان کا ہر عمل خدا کی خوشنودی کے لیے ہوتا تھا۔ اور ہر قدم خدا کے دین کو چار دانگِ عالم میں پھیلانے کے لیے اٹھتا تھا۔ مولانا کی ساری زندگی اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کے اجراء و نفاذ کے لیے جد و جہد کرنے میں گذری۔ حالیہ اسلامی مشاورتی کونسل کی رکنیت بھی مولانا نے تنفیذِ اسلام کے جذبے سے سرشار ہو کر ہی قبول کی تھی اور مختصر سی مدت میں اسی ضمن میں آپ نے جو کام کیا وہ بھی لائق صد تحسین و آفرین ہے۔ راولپنڈی میں آپ کے انتقال کی وجہ بھی یہی جذبہ تنفیذ اسلام ہے۔ آپ اسلامی سفارشات مرتب کرنے کے لیے ہی آئے تھے کہ موت کے ناگہانی ہاتھوں نے آلیا۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے بجا کہا ہے کہ :

"مولانا کے مشورے اور ان کی آراء ہمارے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں"

واقعی مولانا کی ذاتِ گرامی ایک ایسا مینارۂ نور تھی جس کی ضیا پاشیوں نے ایک عالم کو مستنیر و مسحور کیا۔ اور ان کے افکار سے آنے والی نسلیں بھی کسب فیض کرتی رہیں گی۔

صلہ و ستائش کی پرواہ کیے بغیر مولانا اپنے مقصد میں منہمک اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ انہوں نے جس چیز کو سچ اور حق جانا اس کا برملا اظہار کیا۔ خواہ اس کی پاداش میں انہیں کتنی صعوبتیں برداشت کیوں نہ کرنا پڑیں انہوں نے کسی دور میں بھی تقیہ مصلحت بیں کا روپ نہیں دھارا جو بات کہی دو ٹوک کہی۔

مولانا نے ہمیشہ اسلام کے درخشاں اور ابدی اصولوں کی حفاظت کی اور ہر قیمت پر حفاظت کی، ان کی علمی

... پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے ... شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

قابلیت اور علمی کاوشوں نے علماء عالم اسلام کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ علماء عرب و عجم ان کی علمی قابلیت و حسن عمل کے معترف و مقر تھے۔ آپ کے قائم کردہ گلشن سدا بہار مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی سے ملک اور بیرون ملک کے تشنگان علوم استفادہ و استفاضہ کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ چمن زار قرآن و سنت تاقیام قیامت سرسبز و شاداب رہے گا۔

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران ملت اسلامیہ کی قیادت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے پیرانہ سالی اور عوارض کے باوجود آپ نے جس قسم کی فقید المثال اور تاریخ ساز قربانیاں دیں وہ تاریخ اسلام کے ایک روشن باب کی حیثیت سے یاد کی جاتی رہیں گی۔!!

حکومت کے ظلم و جبر اور نہتے عوام پر ظلم و ستم کے باوجود مسلمانوں کی مشترکہ اور متحدہ کوششوں سے قادیانیوں کے اقلیت قرار دیئے جانے کا نوّے سالہ پرانہ مسئلہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں حل ہوا۔ اور پاکستانی قوم تمام عالم اسلام میں نیک نام ہوئی۔ یہاں پر بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد اور حضرت مولانا کے اخلاص و للّٰہیت کی وجہ سے ہوا۔

القصّہ

حضرت مولانا کے شمائل و محامد اس قدر کثیر ہیں کہ اس مختصر اداریتی نوٹ میں انہیں احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ اللہ ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ادارہ ترجمان اسلام ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور آخرت میں انکے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کرتا ہے۔

قومی اتحاد سے علیٰحدگی!

انتخابات کے التواء کے بعد سے پاکستان قومی اتحاد کے بعض مرکزی سطح کے رہنماؤں نے جس قسم کی بیان بازی کی اس پر اظہار افسوس کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اس قسم کی بیان بازی سے نہ صرف قومی اتحاد کی بنیادیں کمزور ہونے کا خدشہ پیدا ہوا ہے، بلکہ پوری پاکستانی قوم کے دل مجروح ہوئے ہیں۔

کاش ہمارے بعض رہنما حالات کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے اس نوع کی بیان بازی سے اجتناب برتیں۔ اگر اس سلسلے میں اغماض سے کام لیکر محض اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کرنے اور اپنی علیحدہ دکان چمکانے کی کوششیں جاری رکھی گئیں تو مستقبل میں ہونے والے نقصان کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

ہمارے خیال میں جو شخص بھی خواہ بزعم خود کتنا بڑا شخص ہو قومی اتحاد کے وجود کو بھٹو حکومت کے خاتمے سے مشروط گردانتا ہے وہ نہ صرف مقاصدِ تحریک کی تغلیط کر کے اعلیٰ ترین مقصد کے لیے دی گئیں پوری قوم کی عظیم الشان قربانیوں کو پامال کرتا ہے، بلکہ ملک کے کروڑوں مسلمان عوام کی بھی توہین کرتا ہے جنہوں نے اس ملک میں نظام مصطفےٰ کے اجراء کے لیے تاریخ ساز قربانیاں دیں، اپنا مقدس ترین خون بہایا، اپنے نوجوان بیٹوں سے کتنی ہی مائیں اور کتنے ہی باپ محروم ہو گئے۔ کتنی عفت مآب خاتونوں کے سہاگ اجڑ گئے اور کتنے ہی ننھے منھے معصوم بچے باپ کی شفقت سے محروم ہو گئے۔ ہزاروں لوگ زخمی ہوئے اور ایک لاکھ کے قریب آدمی پسِ دیوارِ زنداں گئے۔ کیا یہ سب کچھ بھٹو حکومت کے خاتمے کے لیے کیا گیا تھا

یقیناً بھٹو حکومت اسلام کے نفاذ کے معاملے میں اور منزلِ مقصود تک پہنچنے میں سنگِ گراں تھی، لیکن کیا اس سنگِ گراں کو راستے سے ہٹا دینے کی وجہ سے منزلِ مقصود حاصل ہو گئی؟ ہرگز نہیں!

ہم واضح طور پر انتباہ کرتے ہیں کہ اگر کسی جماعت یا فرد نے ملک اور ملک اور قوم سے غداری کرتے ہوئے اتحاد کو ریزہ ریزہ کرنے کی کوشش کی تو پوری قوم کے عتاب کا ہدف وہ جماعت اور وہ فرد ہوگا۔

خدا ہمیں اتحاد و اتفاق کی برکتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

تبلیغی اجتماع

اب یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں رہی کہ تبلیغی جماعت بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کی زندگیوں کا رُخ عملی طور اسلام کے لازوال احکام کی طرف موڑنے کے لیے بے پناہ جانفشانی اور اخلاص سے کام کر رہی ہے۔ سینکڑوں ہزاروں اور لاکھوں کی بات نہیں بلکہ پوری دنیا میں بسنے والے کروڑوں مسلمان تبلیغی جماعت کی کوششوں اور شبانہ روز جدّوجہد سے گناہ کی زندگیوں کو خیر باد کہہ کر نیکی اور بھلائی کے راستے پر چلنے لگے ہیں۔ نیکی کی راہ پر چلنے والے یہ لوگ اپنے انفرادی اعمال کی درستگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی عمل کے لیے کوشاں ہیں جس کے نتیجے میں اس مقدس جماعت سے منسلک ہر فرد دین حق کی دعوت دینے کے اسباب ڈھونڈتا رہتا ہے اور جب بھی موقع ملتا ہے اپنی جان، اپنا مال اور اپنا وقت صرف کرتے ہوئے بلا امتیاز فرق اور رنگ و نسل، خدا کے احکامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر چلنے کی دوسروں کو بھی رفق ملاطفت اور شفقت و محبت سے تلقین کرتا ہے

اس مقصد کے لیے جہاں پورا سال کام ہوتا رہتا ہے وہاں ایک مرتبہ کسی خاص مقام پر مجتمع ہو کر بھی جماعتوں کے اللہ کے راستے میں نکلنے کا پروگرام تشکیل پاتا ہے۔ پاکستان میں اس سلسلے کا سالانہ اجتماع رائے ونڈ کے تبلیغی مرکز میں تین روز کے لیے کیا جاتا ہے جس میں پوری دنیا کے مسلمان شرکت کرتے ہیں۔ ان مرکزی سطح کے اجتماعات میں بین الاقوامی شہرت کے حامل جید علماء خطابات فرماتے ہیں اور لوگوں کو خدا کے راستے میں نکلنے کی ترغیب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیتے ہیں۔ نتیجتہً ہزاروں افراد دور اور دیر کے لیے اپنے خرچ کے ساتھ خدا کے راستے میں نکل پڑتے ہیں اور وہ قریہ قریہ بستی بستی۔ شہر شہر اور ملک ملک پھر کر خدا کے دین کی تبلیغ کرتے ہیں۔ حالیہ سالانہ تبلیغی اجتماع میں تقریباً پانچ صد جماعتیں خدا کے راستے میں نکلیں جن میں بہت سی جماعتیں بیرونی دنیا میں تبلیغ کے لیے گئیں۔ اور باقی جماعتیں اندرون ملک کام کرنے کے لیے روانہ ہو گئیں۔ اندرونِ ملک کام کرنے والی جماعتوں میں سینکڑوں غیر ملکی حضرات بھی شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس کام کی لذت سے آشنا کرے۔ اور غیر مسلم بھی اسلام کے اس چشمۂ صافی سے سیراب ہوں۔ آمین

بھٹو نے برسر اقتدار آنے کے بعد اپنے متعلق انٹیلی جنس بیورو کی رپورٹیں اور ریکارڈ جلانے کا حکم دیا تھا!

سپریم کورٹ میں وفاق کے وکیل مسٹر اے کے بروہی کے بیان کا مکمل متن:

مارشل لاء کے حکم نمبر ۱۲ کے تحت ذوالفقار علی بھٹو اور دس دوسرے افراد کی نظر بندی کو چیلنج کرنے کے لئے سپریم کورٹ میں بیگم نصرت بھٹو نے جو درخواست پیش کی ہے اس کے جواب میں عدالت کی ہدایت پر وفاق کے وکیل مسٹر اے کے بروہی نے گذشتہ روز ۳۱ صفحات پر مشتمل ایک تحریری بیان داخل کیا جس کا مکمل متن ذیل میں دیا جا رہا ہے بیگم نصرت بھٹو کے قانونی مشیر مسٹر یحییٰ بختیار نے سپریم کورٹ میں یہ درخواست دائر کی تھی کہ مسٹر بروہی کے بیان کا جواب داخل کرنے تک اس کی اشاعت روک دی جائے (ادارہ)

سپریم کورٹ کے حکم ۳۳ کے قاعدہ ۶ کے تحت درخواست میں جو ابتدائی اعتراضات پیش کئے گئے تھے۔ انہیں اس تحریری بیان کا حصہ اور اس میں شامل سمجھا جائے موجودہ تحریری بیان مدعا علیہ کی جانب سے اٹھائے گئے اس اعتراض کو متاثر کئے بغیر داخل کیا جا رہا ہے کہ یہ معزز عدالت وسیع پیمانے پر تحقیقات شروع کرنے سے قبل اپنے دائرہ اختیار کے سوال کا فیصلہ کرے۔ چونکہ اس معزز عدالت کے سامنے دلائل کے دوران اصول ضرورت کے اطلاق کے بارے میں قانونی سوال اٹھایا گیا تھا۔ اس لئے یہ ضروری ہو گیا ہے۔ کہ ان رجحانات پر نظر ڈالی جائے جو ملک میں پائے جاتے تھے۔ تاکہ وہ تاریخی پس منظر واضح ہو جائے جس میں مارشل لاء کا نفاذ انتہائی ضروری ہو گیا تھا۔ بصد ادب کے ساتھ یہ عرض کیا جاتا ہے کہ ملک میں پائے جاتے والے گوناگوں واقعات سے جو تصویر بنتی ہے۔ یہ معزز عدالت ازراہ کرم اس کا نوٹس لے اس بیان میں بعض خاص خاص واقعات بیان کئے گئے ہیں اور ایسا کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ ٹھوس تصویر کشی کے ذریعہ حالات و واقعات کا مجموعی نقشہ پیش کیا جائے۔ اس کا مقصد حقائق پر مبنی تفصیلی تحقیقات کرنا نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا اس کارروائی کے دائرے سے باہر ہو گا ان مخصوص حالات و واقعات سے سابقہ حکومت کی جن غیر قانونی کارروائیوں کا انکشاف ہو گا۔ وہ اگرچہ تادیبی کارروائی کا موضوع نہیں گی۔ جس میں نظر بندوں اور ان کے ساتھیوں کو ملک کے قانون کے مطابق اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا جو حالات و واقعات مارشل لاء کے نفاذ کا سبب بنے ان کے دو مرحلے ہیں (۱) پہلے مرحلے کا تعلق ان حالات سے ہے کہ نظر بندوں اور ان کے ساتھیوں نے اس ملک میں غیر قانونی اور غیر آئینی حکومت کی جو مارشل لاء کے نفاذ پر ختم ہوا (۲) دوسرا مرحلہ ان تیاریوں سے تعلق رکھتا ہے جو نظر بند اور ان کے ساتھی ملک کے اندر خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے کے لئے کر رہے تھے اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات نہ ہونے دیئے جائیں اور اس طرح وہ اپنی غیر قانونی حکومت کو مضبوط کریں۔ (۵) اگرچہ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کے نام نہاد انتخابات لاقانونیت کا نشان تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ لاقانونیت کا منصوبہ پہلے ہی تیار کر لیا گیا تھا۔ جس پر بعد میں نہایت شد و مد کے ساتھ عمل کیا گیا۔ یہ معزز عدالت ان صریحاً غیر قانونی کارروائیوں کا عدالتی نوٹس لے گی۔ جو مارچ ۷۷ء کے نام نہاد انتخابات کا لازمی حصہ ہیں۔ (۶) جس ڈھنگ پر انتخابات کرائے گئے ان کی خاص بات یہ تھی کہ اس وقت کے وزیر اعظم اور صوبوں کے چاروں وزرائے اعلیٰ بلامقابلہ منتخب ہوئے تھے عجیب اتفاق یہ ہے کہ ان بلامقابلہ انتخابات کے ساتھ ہی اپوزیشن کے امیدواروں کو اغوا کرنے دہشت زدہ کرتے اور انہیں اذیت پہنچانے کے الزامات لگائے گئے (۷) اس وقت کے چیف الیکشن کمشنر نے روزنامہ ملت کو انٹرویو دیتے ہوئے انتخابات میں وسیع پیمانے پر ہونے والی بے ضابطگیوں پر تبصرہ کیا تھا۔ اور اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ ۵۰ فیصد سے زائد نشستیں ان بے ضابطگیوں سے متاثر ہیں بڑے پیمانے پر ہونے والی بے ضابطگیوں کے پیش نظر چیف الیکشن کمشنر نے محسوس کیا کہ مناسب طریقہ یہ ہو گا کہ انتخابات از سر نو کرائے جائیں۔ ۲ جون ۱۹۷۷ کو روزنامہ ملت میں شائع ہونے والے انٹرویو کی مصدقہ نقل اس بیان کے ساتھ منسلک کی جا رہی ہے (۸) بعد کی تفتیش سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ انتخابات میں دھاندلی کرنے کی ہدایات حکومت کی اعلیٰ ترین سطح پر جاری کی گئی تھیں۔ اس کے ثبوت میں کمشنر ہزارہ ڈویژن کی ایک رپورٹ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۷ء اس بیان کے ساتھ منسلک کی جا رہی ہے اس رپورٹ کو دیکھنے سے یہ ظاہر ہو گا کہ وزیر اعظم کے ملٹری سیکرٹری میجر جنرل امتیاز علی صوبہ سرحد کی حکومت کے اس وقت کے چیف سیکرٹری اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے سابق سیاسی مشیر مسٹر [illegible] ایبٹ آباد گئے تھے اور انتخابات میں دھاندلی کے لئے ذاتی طور پر ہدایات دی تھیں۔ اس بارے میں خصوصی ہدایات جاری کی گئی تھیں کہ ایئر مارشل اصغر خان کو کسی قیمت پر منتخب نہ ہونے دیا جائے۔

موٹر سائیکلوں کی تقسیم

اس وقت کے وزیر اعظم کے اسپیشل سیکرٹری مسٹر راؤ اے رشید کی ایک رپورٹ سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ وزیر اعظم نے اضلاع میں پیپلز پارٹی کے ورکروں میں موٹر سائیکلیں اور سائیکلیں مفت طور پر تقسیم کرنے کے لئے ذاتی طور پر ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ کمیٹی میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے (۱) مسٹر [illegible] (۲) مسٹر [illegible] (۳) مسٹر نظام الدین (۴) مسٹر جمال الدین [illegible] اور (۵) مسٹر کمال اظفر

مختلف صوبوں کے لئے موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں کی جو تعداد مخصوص کی گئی تھی اس کا چارٹ اس بیان کے ساتھ منسلک ہے (۱۰) مذکورہ بالا مسٹر راؤ رشید خان نے اس وقت کے وزیر اعظم کے لئے ایک یادداشت مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۷۷ء کو تیار کی تھی۔ جس میں اپوزیشن کے ان امیدواروں کی فہرست دی گئی تھی جنہیں ان ظاہرہ وجوہ کی بناء پر شکست دینی تھی کہ ان کے انتخاب سے ملک میں جمہوری عمل میں رکاوٹ پڑے گی اور اسمبلی میں مسائل پیدا ہوں گے۔ یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ جمہوری سیاست میں اس مہم کو چلانے کے لئے راؤ رشید کو سرکاری خزانہ سے تنخواہ ادا کی جاتی تھی۔ مذکورہ یادداشت کی ایک مصدقہ نقل اس بیان کے ساتھ منسلک کی جا رہی ہے (۱۱) اس سے قبل ۳۰ جون ۷۶ء کو راؤ رشید نے وزیر اعظم کو مندرجہ یادداشت پیش کی تھی۔ "چاروں صوبوں سے درخواست کی گئی کہ ان افسروں کی فہرستیں تیار کی جائیں جنہیں پولنگ اور پریذائیڈنگ افسر بنایا جائے گا اور ان میں ان افسروں کو شامل کیا جائے جو پوری طرح قابل اعتبار ہوں۔ میں جب گزشتہ بار کوئٹہ گیا تھا تو بلوچستان کے چیف سیکرٹری نے اس بارے میں مجھ سے بات چیت کی تھی اور کہا تھا بلوچستان میں پریذائیڈنگ اور پولنگ افسروں کا انتخاب ایک نازک معاملہ ہو گا۔

سرکاری املاک کا غلط استعمال

پیپلز پارٹی کی خاطر سرکاری املاک کا غلط استعمال چند افراد تک محدود نہ تھا۔ مثال کے طور پر فیڈرل سیکورٹی فورس کے سابق ڈائریکٹر (ایڈمنسٹریشن اور انٹیلی جنس) میاں محمد عباس نے خصوصی طور پر پیپلز پارٹی کے ایک امیدوار ملک ظہور احمد کی مدد کی اور ان کے لئے آٹھ سرکاری گاڑیاں مہیا کی تھیں۔ اس قسم کی بے شمار دوسری غیر قانونی کارروائیاں کی گئیں۔

انہدام کرنے والا دستہ

میاں محمد عباس کے ذریعہ ایک انہدام کرنے والا دستہ قائم کر دیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اپوزیشن کی سیاسی پارٹیوں کے جلسوں میں گڑبڑ پیدا کی جائے اور انہیں منتشر کیا جائے۔ مسٹر راؤ رشید نے فیڈرل سیکورٹی فورس کے دوسرے سینئر افسروں کے ساتھ مل کر بم کے دھماکے کرنے والے دستے، شارٹ شوٹر دستے اور چاقو چلانے والے دستے بھی قائم کئے تھے۔ (۱۳) محکموں میں وسیع پیمانہ پر تبادلے کئے گئے جن سے پولنگ پریذائیڈنگ افسروں کا انتخاب ہونا تھا۔ تبادلے بنیادی طور پر سیاسی مقصد کے لئے کئے گئے اور ان کا کوئی انتظامی جواز نہ تھا۔ مثال کے طور پر پنجاب کے محکمہ تعلیم کے بارے میں ایک چارٹ منسلک کیا جا رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس موقع پر کل ۱۸۶۶ تبادلے کئے گئے۔ ان میں ۹۲۰ ٹیچر، ۲۸۱ [illegible] ٹیچر، ۲۰۴ لیکچرار اور ۱۸۱ ہیڈ ماسٹر شامل تھے۔ اسی طرح [illegible] اور کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے بڑے پیمانے پر تبادلے کئے گئے

دھاندلی کا جامع منصوبہ

(۱۴) اس سے ظاہر ہوگا کہ انتخابی کام میں ملوث پوری سرکاری مشینری کی بڑے پیمانہ پر تخریب کاری کی گئی۔ ان حالات میں اس دعوے کو قبول کرنا ممکن نہیں ہے کہ انتخابی دھاندلیاں کہیں کہیں ہوئی تھیں یا وہ مقامی زیادتیوں کا نتیجہ تھیں ... بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا ناگزیر ہو جاتا ہے کہ انتخابات میں دھاندلی کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا گیا تھا جو اس وقت کے وزیراعظم مسٹر ذیڈ اے بھٹو کی سوچ اور رہنمائی کا نتیجہ تھا اور اس پر عمل درآمد بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔ (۱۵) یہ بات واضح ہے کہ قانون میں واحد چارہ کار یعنی انفرادی کیسوں میں انتخابی عذرداریاں داخل کرنا درحقیقت اس وقت کی صورت حال میں کوئی چارہ کار نہ تھا سب جانتے ہیں کہ انتخابی عذرداریاں غیر معینہ مدت تک زیر سماعت رہتی ہیں۔ اور بعض اوقات پارلیمنٹ کی میعاد ختم ہونے کے بعد تک ان کی سماعت جاری رہتی ہے اور ان کیسوں میں اور بھی زیادہ تاخیر ہوتی ہے جہاں حکومت وقت کی پوشیدہ حمایت سے تاخیری حربے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے کیسوں میں جب کہ عام عدالتیں شکایت کو رفع نہیں کر سکتیں۔ یہ شکایت انفرادی امیدوار تک محدود نہیں رہتی۔ پوری قوم ان کی زد میں آ جاتی ہے اور اسے نمائندگی کے آئینی حق سے محروم کر دیا گیا۔ (۱۶) مذکورہ بالا باتوں کی تائید میں مزید قوی شہادت اس حقیقت سے ملتی ہے کہ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پوری قوم نے احتجاج کئے۔ آئینی عمل کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج کرنے کی کوشش میں سینکڑوں لوگوں نے اپنی جانیں قربان کیں جو اس بات کی واضح شہادت ہے کہ پاکستان کے لوگوں نے اپنے نمائندگی کے حق سے محرومی کے خلاف سخت غم و غصہ اور اپنی ملک کے گہرے جذبات کا اظہار کیا۔ ایجی ٹیشن کے دوران جس لفظ میں لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے ان کا چارٹ منسلک کیا جا رہا ہے۔

ہوئے۔ بحیثیت مجموعی پارٹی کی حالت پتلی ہے۔ برخلاف اس کے پاکستان قومی اتحاد کے لیڈر اور کارکن سرگرم اور متحد ہیں" (۱۰) سب جانتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ملک کو خوفزدہ کرنے کے لئے اپنے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبروں میں اندھا دھند اسلحہ کے لائسنس تقسیم کئے۔ امن و امان کمیٹی نے بالآخر ۱۷ جون ۱۹۷۷ء کو اس مسئلہ کا احساس کیا اور جس وجہ سے اس نے اس سلسلے کو ختم کرنے کی سفارش کی وہ دلچسپ اور پردہ اٹھانے والی ہے "قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کے ذریعہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں میں اسلحہ کے لائسنسوں کی تقسیم پر پہلے ہی عام نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ اب یہ بات علم میں آئی ہے کہ پیپلز پارٹی کے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان لائسنس اپوزیشن کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں۔ لہٰذا پرزور سفارش کی جاتی ہے کہ لائسنسوں کے اجراء کا یہ عمل بند کیا جائے"۔

پولیس کا غلط استعمال

(۱۱) ۲۸ مئی ۱۹۷۷ء کو کمیٹی نے پیپلز پارٹی کے ہاتھوں پولیس کے غلط استعمال پر غور کیا اور مندرجہ ذیل باتوں کو نوٹ کیا۔

(۱) کمیٹی کو اطلاع ملی ہے کہ پنجاب میں سیاسی لیڈروں نے جن میں وفاقی اور صوبائی دونوں لیڈر شامل ہیں۔ پولیس افسروں کی تقرریوں، ترقیوں اور تبادلوں وغیرہ میں متواتر مداخلت کر کے پولیس کمان کو کمزور کر دیا ہے اسی طرح صوبائی اسمبلی کا ایک ممبر چنیوٹ میں خنجر گھونپنے کے واقعہ کا براہ راست ذمہ دار ہے پیپلز پارٹی کے ایک کارکن نے پاکستان قومی اتحاد کی ایک خاتون کی توہین کی اور پولیس نے اسے حراست میں لے لیا۔ ممبر صوبائی اسمبلی نے اسسٹنٹ کمشنر پر اثر ڈال کر پیپلز پارٹی کے کارکن کو نصف

کریں ورنہ فوجی حکام ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ کراچی بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر نظام احمد کا رویہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہے اور وہ ڈیفنس آف پاکستان رولز کے رول ۹۲ کی دفعات کی خلاف ورزی کر کے اجلاس وغیرہ طلب کر رہے ہیں۔ مارشل لاء حکام کو چاہیئے کہ وہ فوجی عدالت میں ان پر مقدمہ چلائیں"۔

"مارشل لاء کے ضابطوں میں بار ایسوسی ایشن کے اجلاسوں کے بارے میں ۱۴ مئی کو کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ نمبر ۲ کیا گیا جس میں کہا گیا کہ ان اجلاسوں میں موجود ترجمان یا ممبر و اشخاص کسی طرح بھی مارشل لاء کے ضابطوں پر نکتہ چینی کریں تو مارشل لاء حکام انہیں وارننگ دیں۔ کراچی میں مارشل لاء حکام ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشنوں کے قومی اتحاد کے حامی گروپ کے ترجمان کو جو ۸ مئی ۱۹۷۷ء کو ایک اجلاس کرنے والے ہیں بلائیں اور ان سے کہیں وہ یہ اجلاس منعقد نہ کریں اگر وہ پھر بھی اجلاس کریں تو ان کے خلاف مناسب کارروائی کی جائے (۷) کمیٹی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ عورتوں سے موقع شناسی سے نمٹا جائے "موقع شناسی" سے کمیٹی کی کیا مراد تھی اس کا اظہار ۱۱ مئی ۱۹۷۷ء کے اجلاس کی روئیداد سے ہوتا ہے "عورتوں کے جلوسوں سے موقع شناسی کے ساتھ نمٹا جائے پہلا قدم یہ اٹھایا جائے کہ اس راستے کو بند کر دیا جائے جہاں سے جلوس آنے والا ہو۔ اگر جلوس اس میں کامیاب ہو جائے تو فوجی حکام اسے سختی کے ساتھ منتشر ہونے کا حکم دیں اگر جلوس اس وارننگ پر کان نہ دھرے تو پھر اس کے خلاف آنسو گیس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے (۷۱) کمیٹی نے اس حقیقت پر بھی غور کیا کہ سیاسی مقدمات کی کارروائی کبھی کبھی اخبارات میں شائع ہوتی ہے چونکہ اس عمل کی حوصلہ شکنی کی

ایف ایس ایف کے سنگین جرائم میں ملوث ہونے کے بارے میں شہادتیں موجود ہیں!

عوام کو مرعوب کرنے کی کوشش

(۱۷) نظربندوں اور ان کے ساتھیوں نے بے قاعدگیوں کا تدارک کرنے کی کوشش کرنے کی بجائے پاکستان کے لوگوں کو مرعوب کرنے کی مہم بڑے پیمانہ پر شروع کی تاکہ ان کی غیر قانونی حکومت کو دوام حاصل ہو جائے۔ وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ وہ عوام کے نمائندگی کے حق کا اعتراف کرتے اور اسے تسلیم کر کے پرامن حالات کو بحال کرتے لیکن پیپلز پارٹی نے امن و امان کے قیام کے لئے سرکاری مشینری کی مزید تخریب کاری جاری رکھی۔ اٹارنی جنرل آف پاکستان کی صدارت میں امن و امان کمیٹی کے نام سے جو اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اس کی سرکاری روئیداد کو بطور ثبوت پیش کیا جاتا ہے اس کمیٹی کے اجلاس میں پنجاب اور سندھ کے ایڈووکیٹ جنرل بھی وقتاً فوقتاً شریک ہوتے تھے۔ کمیٹی کی روئیداد کے کچھ پہلو درج کئے جاتے ہیں۔

امن و امان کمیٹی

(۱) امن و امان کمیٹی جس میں صرف اعلیٰ سرکاری ملازم شامل تھے۔ خود کو پیپلز پارٹی کے مفادات کا محافظ سمجھتی تھی۔ چنانچہ ۲۷ جون ۱۹۷۷ء کی روئیداد کے مطابق کمیٹی مندرجہ ذیل نتیجے پر پہنچی تھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے اندر تنازعات اور اختلافات طے کرنے کی ضرورت ہے۔ پارٹی کے ارکان میں محرک جذبہ ہونا چاہیئے۔ اور ان کی بہتر تنظیم ہونی چاہیئے۔ اسی طرح کمیٹی کے ۲۱ جون ۱۹۷۷ء کے اجلاس میں مندرجہ ذیل رائے ریکارڈ کی گئی دوسری جانب پیپلز پارٹی کے لیڈروں اور کارکنوں میں عدم تنظیم پیدا ہو رہی ہے۔ وہ لاہور میں اپنے کنونشن میں آپس میں

شب کو رہا کرا لیا۔ رہائی کے تھوڑی دیر بعد اس کارکن کو ہلاک کر دیا۔ اگر صوبائی اسمبلی کا رکن مداخلت نہ کرتا اور کارکن پولیس کی حراست میں رہتا تو وہ شاید موت سے بچ جاتا" (۱۲) کمیٹی نے قانونی برادری پر خصوصی توجہ دی اور اس حتمی رائے کا اظہار کیا کہ وکیلوں سے نمٹنے کا مناسب طریقہ مارشل لاء کا تقاضہ ہے ۲۳ اپریل، ۸ مئی، ۱۱ مئی اور ۱۷ مئی ۱۹۷۷ء کے اجلاسوں کی روئیداد کے مندرجہ ذیل اقتباسات اس کا ثبوت ہیں "وکلاء کے اجلاس عام طور پر بار رومز میں ہوتے ہیں جہاں وہ مارشل لاء کی خلاف ورزی کا منصوبہ تیار کرتے ہیں۔ ڈیفنس آف پاکستان رولز اور ترمیم شدہ آرمی ایکٹ میں شامل شدہ تعزیری قوانین کی خلاف ورزیوں کے مقدمات فوجی عدالتوں میں چلائے جانے چاہئیں۔ تفتیش جلد از جلد مکمل ہونی چاہیئے اور کچھ مقدمات بلا تاخیر فوجی عدالتوں میں پیش کئے جانے چاہئیں۔ اس مقصد کے لئے صوبائی ہیڈ کوارٹرز پر ایک شعبہ قائم ہونا چاہیئے"۔

وکلاء کے خلاف مقدمات

"مارشل لاء کے احکام اور ہدایات کی خلاف ورزی کرنے والے تمام وکلاء کے خلاف مقدمات جلد سے جلد فوجی عدالتوں میں پیش کئے جائیں"۔ "کراچی اور لاہور کی بار ایسوسی ایشنوں نے کئی قراردادیں منظور کی ہیں جو اشتعال انگیز ہیں۔ فوجی حکام کو چاہیئے کہ وہ ان ایسوسی ایشنوں کے عہدیداروں کو بلا کر وارننگ دیں کہ وہ آئندہ اس قسم کی قراردادیں منظور کرنے سے گریز کریں"۔ "بار کے جو ممبر لاہور اور کراچی میں بدتمیزی کر رہے ہیں۔ انہیں مارشل لاء حکام موزوں وارننگ دیں کہ وہ اپنے رویہ کو درست

ضرورت تھی اس لئے کمیٹی نے ۲۹ اپریل ۱۹۷۷ء کو مندرجہ ذیل فیصلہ کیا۔ مارشل لاء وغیرہ کے جواز کو چیلنج کرنے کے لئے لاہور ہائیکورٹ اور سندھ ہائیکورٹ میں دائر کی جانے والی رٹ درخواستوں کی سماعت کی کارروائی شائع کرنے کی اجازت نہ دی جائے لیکن اگر جج اس کارروائی کی اشاعت کا حکم دیں تو اشاعت کی اجازت دے دی جائے۔

معذرت خواہانہ طرز عمل

(۱۸) کمیٹی کا یہ بھی خیال تھا کہ قانون نافذ کرنے والے محکموں کے افراد کی سڑکوں پر عوام پر فائرنگ کے معاملے میں حکومت کی طرف سے دفاعی طرز عمل اختیار کرنا ... جیسا کہ ۲۲ اپریل ۷۷ء کے منعقدہ اجلاس کی روداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ "یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی فائرنگ یا کوئی اور سخت کارروائی کی جاتی ہے تو ہمارے ذرائع ابلاغ دفاعی طرز عمل اختیار کر لیتے ہیں کہ قانون نافذ کرنے والے محکموں نے کس طرح پہلے تنبیہ کی، آنسو گیس پھینکی، ڈنڈے برسائے آخرکار فائرنگ کی۔ اس قسم کا معذرت خواہانہ طرز عمل نہ تو ضروری ہے اور نہ پسندیدہ۔ ہر اس شخص کو جو لوٹ مار اور آتشزنی میں ملوث ہو۔ دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم موجود ہے اس لیے ذرائع ابلاغ کے لیے یہ کہنا کافی ہے کہ ایک ہجوم یا کوئی فرد لوٹ مار یا آتشزنی میں مصروف پایا گیا اور اسے دیکھتے ہی گولی مار دی گئی" (۱۹) کمیٹی نے سرکاری مشینری کو غلط طور پر استعمال کرنے کی مخصوص ہدایات بھی جاری کیں جیسا کہ ۲۴ اپریل ۷۷ء اور ۱۷ مئی کی روداد سے ظاہر ہوتا ہے "مخدوم زادہ حسن محمود پیر صاحب پگارا پر بد اثرات استعمال کر رہے ہیں

شیخ مجیب الرحمٰن کی حراست کے دوران تفتیش پر مبنی رپورٹیں بھی ضائع کرادی گئی تھیں!

حسن محمود کے خلاف ان کے قرضوں کے متعدد معاملات پر کارروائی ہونی چاہیئے"۔ "پاکستان قومی اتحاد کے تمام رہنماؤں اور اہم کارکنوں کے ٹیلیفون فوراً کاٹ دیئے جائیں"۔ "اگر ضرورت ہوئی تو مشتبہ افراد اور شرپسندوں کی بڑے پیمانے پر گرفتاریاں کی جائیں تاکہ ریفرنڈم منعقد کرانے سے قبل معاشرے کو صاف کر دیا جائے"۔ پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں نے اپریل ۷۷ء کے آخری دنوں میں وزیراعظم کی رہائش گاہ پر لانگ مارچ کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس مارچ کے بارے میں پیشگی منصوبہ کی تفصیلات پیش کرنا طویل کام ہوگا لیکن کمیٹی کے فیصلوں میں سے چند فیصلوں کو بے نقاب کرنے سے قانون نافذ کرنے والے محکموں کے غیر قانونی اور بیہودہ طرزِ عمل کا انکشاف ہو جاتا ہے ان فیصلوں کے مطابق تمام بے قصور راہگیروں یا سفر کرنے والوں کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ حراست میں رکھا جائے گا یا انہیں واپس بھیج دیا جائے گا۔ راولپنڈی سے باہر کے لوگ جو اس وقت راولپنڈی میں ہیں انہیں راولپنڈی سب ڈویژن اور اسلام آباد کے علاقے سے باہر منتقل کیا جائے گا جو افراد مولانا غلام اللہ کی مسجد میں رہتے ہیں جن میں مسجد سے متصل مدرسہ میں پڑھنے والے طالب علم بھی شامل ہیں انہیں بھی آج رات بارہ بجے سے تین بجے کے دوران حراست میں لے لیا جائے گا اور انہیں باہر بھیج دیا جائے گا۔ انہیں راولپنڈی کے علاقے سے باہر اسی مقصد کے لیے قائم کردہ تین یا چار کیمپوں میں رکھا جا سکتا ہے اور انہیں راشن بھی مہیا کیا جائے گا یہ مجوزہ کیمپ کل صبح قائم کر دیئے جائیں۔ باہر سے راولپنڈی آنے والی تمام ٹریفک کی سختی سے پڑتال کی جائے گی اور حقیقی مسافروں اور استثنیٰ کے معاملات ہی میں لوگوں کو راولپنڈی کے علاقے میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی اور یہ انتظامات ۲۹ اپریل کو ۴ بجے شام سے ۳۰ اپریل کی رات کے آٹھ بجے تک نافذ رہیں گے اس عرصے میں کوئی سرکاری یا نجی بس باہر سے راولپنڈی نہیں آسکے گی۔ اٹک کے پل پر سے کسی ٹرک کو راولپنڈی کی طرف آنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس سلسلے میں صوبہ سرحد کی حکومت کی طرف سے اعلان کر دیا جائے گا۔ راولپنڈی اسلام آباد کی انتظامیہ بس اسٹاپ ریلوے اسٹیشن مسجدوں مدرسوں قومی اتحاد کے دفتروں، کالونیوں، ہوٹلوں اور سراؤں پر گہری نظر رکھے گی کہ باہر سے لوگ نہ آئیں جو لوگ اپنی آمد کی وجہ نہیں بتا سکیں گے انہیں باہر نکال دیا جائے گا اور ۳۰ اپریل تک متصل اضلاع میں رکھا جائے گا"۔

حکومت کی مشینری کے غلط طور پر استعمال کا جو انکشاف امن و امان قائم رکھنے والی کمیٹی کے مذاکرات سے ہوا ہے درحقیقت بھٹو کے اور ان کے ساتھیوں کے عمومی نوعیت کے انتظامی اقدامات کا ایک پہلو ہے جو بھٹو کے برسر اقتدار آنے کے فوراً بعد ہی سے شروع ہو گئے تھے۔

سیکرٹ سروس فنڈ

۷۲-۱۹۷۱ء سے ۷۷-۱۹۷۶ء تک کے برسوں میں مجموعی طور پر ایک کروڑ ۹۵ لاکھ ۷۶ ہزار ۵۶۳ روپیہ ۷۳ پیسہ بھٹو نے سیکرٹ سروس فنڈ سے استعمال کئے جو ان کے اختیار میں تھا اور بجائے اس کے کہ یہ فنڈ ان مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا جس کے لیے اسے رکھا گیا ہے بھٹو نے اس کے بیشتر حصے کو پیپلز پارٹی کے مفاد کے لیے خرچ کیا۔ پیپلز پارٹی کے عہدے داروں کو جو ماہانہ رقمیں ادا کی گئی ہیں ان کا تفصیلی گوشوارہ منسلک ہے ایسے خرچ کی مجموعی رقم ۲۱ لاکھ ۸۵ ہزار روپے ہے اس کے علاوہ سیکرٹ سروس کے حساب سے نیشنل بنک کے حساب سی ۸۹ سیکرٹریٹ برانچ پشاور کو منتقل کئے گئے جو صوبہ سرحد کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ نصراللہ خٹک کے نام تھا جو پارٹی کے عہدے دار کی حیثیت میں کھولا گیا تھا۔ اس کی مزید تحقیقات جاری ہے

پیپلز فاؤنڈیشن ٹرسٹ ۱۔ پیپلز فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے نام سے ایک ٹرسٹ ۴ اگست ۱۹۷۴ء کو قائم کیا گیا یہ ٹرسٹ خالص خیراتی وقف ادارے کی حیثیت سے قائم کیا گیا تھا اور سینٹرل بورڈ آف ریونیو سے اسی حیثیت میں اس کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا گیا۔ درحقیقت اسے بھٹو کے خاندان اور پیپلز پارٹی کے فائدے اور سہولت کے لئے استعمال کیا گیا اس کا اظہار مندرجہ ذیل حقائق سے ہوتا ہے (الف) تمام ٹرسٹی بھٹو خاندان کے ارکان ہیں اور بیگم نصرت بھٹو اس کی چیئرمین ہیں (ب) ۲۲ کنال کا ایک پلاٹ جو لارنس روڈ اور ریس کورس روڈ راولپنڈی کے موڑ پر واقع ہے پانچ لاکھ ۲۴ ہزار روپے کی برائے نام قیمت پر بیچا گیا۔ جبکہ اس کی بازاری قیمت دو سے تین لاکھ روپے فی کنال ہے (ج) صنعتی ترقیاتی بنک نے پرنٹنگ پریس کی مشینری کی خریداری کے لئے قرض دیا اور ادائیگی کرتے ہوئے ضوابط کو نظرانداز کیا گیا یہ پریس پیپلز پارٹی کے اخبار کی طباعت کے لئے استعمال کیا گیا اور پیپلز پبلیکیشنز لمیٹڈ نے ۱۹ لاکھ ۶۰ ہزار روپے میں ٹرسٹ کو منتقل کر دیا یہ بھٹو خاندان کی ملکیت ہے۔ (د) ٹرسٹ نے کراچی میں ۴۹ ۳۵ مربع گز کا ایک پلاٹ ۲۲۵ روپے فی مربع گز کے نرخ پر حاصل کیا جبکہ مارکیٹ کی قیمت دو سو روپے فی مربع گز ہے اس پلاٹ پر دو کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی لاگت سے ایک دس منزلہ عمارت تعمیر کی گئی یہ تعمیر کراچی میونسپل کارپوریشن کے ضوابط کی خلاف ورزی ہے اس عمارت کا نقشہ بھی منظور نہیں کرایا گیا۔ (ہ) اس عمارت کے حصے کرائے پر دینے کے لئے سرکاری کارپوریشنوں سے پیشگی کرایہ کی رقم حاصل کی گئی اور ان سے سالانہ ۴۸ لاکھ روپے کرایہ وصول ہوتا ہے (و) بیگم نصرت بھٹو کی سہولت کے لئے ہانگ کانگ سے قالین لندن سے ایک قیمتی کرسی اور تعیش کا دوسرا سامان درآمد کرنے کا انتظام کیا گیا۔ اور ان پر کسٹم ڈیوٹی مستثنیٰ کرائی گئی۔ اس ٹرسٹ کے متعلق سب سے زیادہ نمایاں آلودہ طریقہ ہے جس سے ٹرسٹ کیلئے فنڈ حاصل کئے جاتے ہیں ۲۳ اگست ۱۹۷۴ء سے ۱۰ مئی ۱۹۷۷ء تک کے دوران ابوظہبی کے حکمران سے مختلف قسطوں میں دو کروڑ ۴۸ لاکھ ۷۵ ہزار ۹۰۶ روپے ۳۰ پیسے وصول ہوئے ابوظہبی کے حکمران نے پاکستان کے عوام سے اپنی محبت کی وجہ سے دیئے لیکن اسے ٹرسٹ نے بھٹو اور پیپلز پارٹی کا پروپیگنڈہ کرنے اور ان کی تشہیر کے لئے غلط طریقہ سے استعمال کیا۔ پارٹی کے جریدے .... کے ذریعے خرچ کی گئی جیسے ہلال پاکستان نصرت وغیرہ وغیرہ جو یہ ٹرسٹ شائع کرتا ہے چونکہ یہ ٹرسٹ ایک خیراتی وقف ادارے کی شرائط پر مذہبی اور خیراتی اداروں کے قواعد مجریہ ۱۹۷۵ء کے تحت پورا نہیں اترتا اس لئے اس میں خصوصی طور پر ترامیم کی گئیں تاکہ بھٹو خاندان کو فائدہ پہنچے خصوصیت کے ساتھ ضابطہ ۷ (ب) میں جس کے تحت کسی سیاسی جماعت کے معاملات کا پروپیگنڈہ ممنوع تھا اسے بھٹو کی ہدایات پر حذف کیا گیا۔

ابوظہبی کے حکمران کے عطیئے ۲۔ ابوظہبی کے حکمران کے فراخدلانہ عطیئے کو جو انہوں نے پاکستان کے عوام کے فائدے کے لئے دیا تھا غلط طور پر خرچ کیا گیا یہ معاملہ پاکستان کی خارجہ پالیسی سے متعلق مسائل پیدا کر سکتا ہے اس معاملے نے حکومت پاکستان کے لئے نہایت پیچیدہ اور پریشان کن صورت حال پیدا کر دی اور یہ اس حقیقت کے پیش نظر بھی پریشان کن ہے کہ پاکستان اور ابوظہبی کے برادرانہ تعلقات سے قطع نظر ابوظہبی کے حکمران نے پاکستان کے عوام کے معاملے میں خصوصی طور پر محبت اور توجہ کا ثبوت دیا ہے اب ظاہر ہے کہ عطیہ دینے والے ممالک اگر یہ محسوس کریں گے کہ وہ جو عطیات دیتے ہیں ان کا مملکت کے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز افراد بھی غلط استعمال کرتے ہیں تو وہ پاکستان کو امداد دینے میں پس و پیش کرنے لگیں گے یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ یہاں معقولیت اور آداب حکومت کا بھی مسئلہ ہے یہ بات ایک سربراہ حکومت کے لئے اصولاً ناپسندیدہ ہے کہ وہ ایک ایسے ٹرسٹ کے لیے فنڈ جمع کرے جس کے ٹرسٹی اس کے خاندان کے افراد ہیں۔ جبکہ وہ یہ فنڈز حکومت کی طرف سے اور خود اپنی طرف سے طلب کر رہا ہے اس کی کہیں مثال نہیں ملتی کہ یہ فنڈ ذاتی پارٹی اور ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیے جائیں ظاہر ہے کہ قومی خارجہ پالیسی کے متاثر ہونے کا واضح امکان موجود ہے۔ پیپلز فاؤنڈیشن ٹرسٹ کے علاوہ ایک اور ٹرسٹ جو ذوالفقار علی بھٹو ٹرسٹ کہلاتا ہے قائم کیا گیا یہ ٹرسٹ ۷ نومبر ۱۹۷۳ء کو قائم کیا گیا اور اس میں ابوظہبی سے فنڈ لیے گئے۔ ابوظہبی کے حکمرانوں نے ابتدائی طور پر ۲۰ لاکھ روپے اور ایک لاکھ امریکی ڈالر کا عطیہ دیا۔ اس حکمران نے تقریباً تین کروڑ روپے مزید ڈبار (؟) میں عطیہ دیئے گو اس ٹرسٹ کا مقصد پاکستان کے عوام کے لئے طبی تعلیمی اور مذہبی فلاح و بہبود کے کام کرنا ہے لیکن اس معاملے میں بھی ٹرسٹ کی دستاویزات اور قوانین کی مکمل کھلا خلاف ورزی کی گئی۔ بیگم نصرت بھٹو ہی اس ٹرسٹ کی بھی چیئرمین ہیں اور تمام چیکوں پر وہی دستخط کرتی ہیں۔ گو اس سلسلے میں ابھی تفتیش ہو رہی ہے۔ لیکن مثال کے طور پر یہ معلوم ہو چکا ہے کہ پیپلز پبلیکیشنز لمیٹڈ کو اس سے ۵۰ ہزار روپے منتقل کیے گئے یہ بھٹو کے خاندان کی فرم ہے۔ اسی طرح ٹرسٹ کی عمارت کی تعمیر ایک شخص رکن الدین رسایق (؟)

رکن صوبائی اسمبلی، سندھ کی اسے عام ٹینڈر کے بغیر ہی تعمیر کا ٹھیکہ دیا گیا۔ بھٹو کے ذمے اس ٹھیکیدار کے ۹ لاکھ روپیہ تھے۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹھیکہ بھٹو کے لئے اس کی خدمات کے پیش نظر دیا گیا۔ اس ٹرسٹ کے نام ۱۱ لاکھ ۵۹ ہزار ۲۴۶ روپیہ جمع کئے گئے حالانکہ یہ رقم جیسا کہ اعتراف کیا گیا ہے ٹرسٹ کے قیام سے پہلے ہی منتقل کی گئی تھی۔ بعد ہ سر کے بہبود

فنڈ سے بھی رقم غلط طور پر استعمال کی گئی۔ بعد میں ٹرسٹ کے فنڈز میں سے اس رقم میں سے ۳ لاکھ ۸۵ ہزار ۳۷۵ روپے واپس دے دیئے گئے۔ باقی رقم ۲ لاکھ ۸۵ ہزار ۳۵۱ روپے اب بھی ادا نہیں۔ ۱۰ پُرتعیش ریسٹ ہاؤس اس ٹرسٹ سے بنائے گئے جو بھٹو کے خاندان کی آسائش اور سہولت کے لئے استعمال ہوتے تھے سرکاری فنڈ کا اس سے بھی زیادہ افسوسناک طریقے سے غلط استعمال بھٹو کی ذاتی رہائش گاہ پر اخراجات کی صورت میں ہوا ہے۔

رہائش گاہوں پر اخراجات

یہ اخراجات ان کے حکومت سنبھالنے کے فوراً بعد سے شروع ہو گئے تھے۔ کراچی میں ان کی رہائش گاہ پر ۲۳ لاکھ ۱۸ ہزار ۱۵ روپے ۱۴ پیسے اور لاڑکانہ کی رہائش گاہ پر ۲۹ لاکھ ۸۶ ہزار ۲۴۰ روپے ۸۸ پیسے خرچ کئے گئے جو کل ۵۳ لاکھ ۴ ہزار ۸۷۶ روپے ۲ پیسے ہوتے ہیں۔ اس غیر قانونی استعمال کو چھپانے کی کوشش میں بھٹو نے نوٹیفیکیشن جاری کیے جس کا مقصد ان دونوں مکانوں کو سابقہ تاریخوں سے ان کی سرکاری رہائش گاہ قرار دینا تھا۔ یہاں دلچسپ بات یہ ہے کہ بھٹو نے مندرجہ بالا دونوں مکانات کو ۱۱ لاکھ ۵۸ ہزار ۶۱۰ روپے ۴۳ پیسے کے خرچ سے ایئرکنڈیشنڈ کرایا جو انہوں نے اپنی جیب سے ادا کرنے کی ذمہ داری لی۔ مگر جس طریقہ سے بھٹو نے ادائیگی کی وہ بڑا دلچسپ ہے۔ اس کام کے مکمل ہونے کے کافی عرصے کے بعد بھٹو کے ملٹری سیکرٹری میجر جنرل امتیاز علی نے پی ڈبلیو ڈی کو ہدایت کی کہ وہ دونوں ایئرکنڈیشننگ پلانٹ کی قیمت دس سال استعمال شدہ پلانٹ کی حیثیت سے لگائیں۔ اس کے باوجود بھٹو کے لیے یہ رقم دینا دشوار ہو گیا۔ اور انہوں نے صرف ۲ لاکھ ۴۹ ہزار ۲۰۸ روپے ادا کئے۔ جو دس سال کے بعد تخفیف شدہ قیمت کا بھی نصف ہے۔ اس طرح حکومت کو ۹ لاکھ ۸ ہزار ۹۰۷ روپے ۴۳ پیسے کا نقصان ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومت کا اصل نقصان اس سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ ان ایئرکنڈیشنروں کی کسٹم ڈیوٹی بھی ادا نہیں کی گئی تھی۔ (۲۸) اس کے علاوہ بھٹو نے اپنی پوزیشن سے مزید فائدے اٹھائے انہوں نے لاڑکانہ میں تعلقہ رتوڈیرو کے مقام پر واقع اپنے فارم پر سرکاری فنڈ سے ۸۰ لاکھ ۱۷ ہزار ۷۷۸ روپے ۱۰ پیسے خرچ کیے۔ اس خرچ کے غیر قانونی ہونے پر مزید کسی تبصرے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھٹو نے روم، ہانگ کانگ، چیکوسلواکیہ، لندن، امریکہ، آسٹریا، ایران، فرانس اور چین میں پاکستانی سفارتخانوں سے بھی اپنی پوزیشن سے فائدہ اٹھایا اور ذاتی استعمال کے لئے سامان تعیش درآمد کیا۔ ان غیر قانونی اشیاء کی تفصیلات پر مشتمل فہرست منسلک ہے اور ان سے ظاہر ہو گا کہ ان کی قیمت سرکاری فنڈ سے ادا کی گئی۔ اپنی شخصیت اور تاثر کی تشہیر اور پیپلز پارٹی کے پروپیگنڈے کے لئے بھٹو نے ایک کتاب "پرابلمس اینڈ پرفارمنس" شائع کی۔ یہ کتاب سرکاری اخراجات پر چھاپی اور شائع کی گئی۔ اس پر ۱۰ لاکھ ۹ ہزار ۵۷۸ روپے خرچ ہوئے۔

بدعنوانیاں

(۳۱) بھٹو حکومت کی ایک خاصیت ان کا بدعنوانیوں میں ملوث ہونا اور انہیں اعلیٰ ترین سطح پر برداشت کرنا ہے کابینہ کے ارکان اور پیپلز پارٹی کے ممتاز رہنماؤں کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی کھلی اجازت دی گئی تھی گو وزیروں اور دیگر اراکین قومی و صوبائی اسمبلی کی فائلیں رکھی جاتی تھیں لیکن ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فائلیں رکھنے کا مقصد وزیروں پر قابو رکھنا اور بھٹو کو ناراض کرنے کی صورت میں انہیں بلیک میل کر کے انہیں ہراساں کرنا تھا بھٹو کے چیف سیکورٹی افسر سعید احمد خاں نے بتایا ہے کہ میں وزیراعظم کو ان کی پیپلز پارٹی کے وزراء کی بدعنوانیوں کی تفصیلات سے آگاہ رکھتا تھا اور یہ سب ریکارڈ پر ہیں اور بھٹو نے سرکاری رقوم کو غلط طور پر استعمال کرنے میں جو طرز عمل اختیار کیا تھا اس پر ان کے دوسرے ساتھی بھی عمل کرتے تھے مثال کے طور پر عبدالحفیظ پیرزادہ نے ۲۰ دسمبر کو پیپلز پارٹی کے برسر اقتدار آنے کی پانچویں سالگرہ کے موقع پر لیاقت ہال میں رقص و موسیقی کے ایک پروگرام پر ۲۰ لاکھ روپے کی منظوری دی۔ اس قسم کی دوسری بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو رشوت دینے کے لئے بھٹو حکومت نے بنکوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ انہیں کاریں اور جیپیں خریدنے کیلئے قرضے دیں ان میں سے بہت سے قرضے اب تک ادا نہیں کئے گئے ہیں اس سلسلہ میں بھی دو چارٹ منسلک ہیں ایک طرف تو بھٹو حکومت کی پالیسی بڑے پیمانے پر رشوت دینے کی تھی دوسری طرف وہ اتنے ہی بڑے پیمانے پر انتقامی کارروائیاں بھی کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے سرکاری مشینری کو بے دردی کے ساتھ غلط طور پر استعمال کیا گیا

اپوزیشن کو ہراساں کرنا

(۳۲) اپوزیشن کو ہراساں کرنے کے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے بھٹو نے ایف ایس ایف قائم کی جو ذاتی مافیا تنظیم کی حیثیت رکھتی تھی نواب احمد خاں کے مقدمہ کے علاوہ ایسی شہادتیں موجود ہیں کہ ایف ایس ایف نے دوسرے بہت سے جرائم کا ارتکاب کیا اس نے ۱۹ اکتوبر ۷۵ء کو کھر کے جلسہ عام میں افراتفری پھیلائی جس میں متعدد افراد ہلاک ہوئے غلام مصطفیٰ کھر اور اصغر خاں کو قتل کا منصوبہ بنانے کی شہادتیں موجود ہیں جے یو پی کو ہراساں کیا گیا لاہور اور کوئٹہ میں بم پھینکے گئے "آپریشن وکٹری" کے تحت اس نے انتخابات میں پیپلز پارٹی کی مدد کی اپوزیشن کے ارکان اور ایوان تجارت و صنعت کے ارکان کے خلاف انکم ٹیکس کے تحت کارروائی کے لئے یہ اطلاعات فراہم کرتی تھی ایسے معاملات میں بھٹو ذاتی دلچسپی لیتے تھے مثال کے طور پر قادر بخش نظامانی کے فائل پر بھٹو نے لکھا "ان کے اور دیگر افراد کے مقدمے صحیح طور پر بنائے جائیں تاکہ کسی کو کوئی عدالت عبوری ضمانت منظور کرنے کی بھی جرأت نہ کر سکے" ایف ایس ایف کو بھٹو کے سیاسی حریفوں کے اغوا کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا اور انہیں دلائی کیمپ کی غیر قانونی حراست میں رکھا جاتا۔ ایف ایس ایف کا اسلحہ غیر قانونی طور پر پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو دیا جاتا جن میں سے دو سو رائفلیں اور ۲۰ ہزار کارتوس سردار دودا خان کو اور ایک سو رائفلیں اور ۱۰ ہزار کارتوس اکبر بگٹی کے بیٹے سلیم بگٹی کو بھی دیئے گئے۔

حروں کے خلاف مقدمہ

۳۶ (سابق) وزیراعظم کے چیف سیکورٹی افسر مسٹر سعید احمد خاں نے ان غیر قانونی احکامات کی متعدد مثالیں پیش کی ہیں جو انہیں مسٹر بھٹو نے دیئے تھے مسٹر سعید احمد خاں نے بتایا کہ نصر اللہ نام کے ایک صحافی کے معاملے میں جو لندن سے ایک ہفت روزہ نکال رہا تھا کہ "میں اس کو (یعنی نصر اللہ کو) اور اس کے اہل خانہ کو درست کر دوں اور یہ کہ سابقہ ناکامی کے باوجود مجھے یہ آخری موقع دیا جا رہا ہے۔" مسٹر سعید احمد خاں نے یہ بھی بتایا کہ پولیس کی جانب سے پیر پگاڑا کے متعدد مریدوں کے قتل کئے جانے کے بعد مجھے مسٹر بھٹو نے حکم دیا کہ میں حروں کے خلاف ایک ہنگامی منصوبہ بناؤں مسٹر سعید نے مزید بتایا کہ پیر پگاڑا کے مخالف بعض افراد کو سرکاری رائفلیں اور کارتوس بھی دیئے گئے۔

انکم ٹیکس کا دباؤ

مسٹر سعید احمد خاں نے مزید بتایا کہ پیپلز پارٹی کے غداروں اور ان کے حامیوں پر محکمہ انکم ٹیکس کے ذریعہ بھی دباؤ ڈالا گیا تاکہ اس طرح اقتصادی مشکلات میں مبتلا کر کے انہیں پارٹی کی پالیسی کا ساتھ دینے پر مجبور کیا جائے اس مقصد کیلئے مسٹر [illegible] کی سربراہی میں سینٹرل بورڈ آف ریونیو میں ایک خصوصی شعبہ قائم کیا گیا ان افراد میں (جن پر یہ دباؤ ڈالا گیا) پیر پگاڑا اور چوہدری ظہور الٰہی کے نام قابل ذکر ہیں ناجائز کارروائیوں کی اس طرح کی متعدد مثالیں پائی جاتی ہیں۔

سیاسی قتل

۳۷۔ مسٹر بھٹو کے دور اقتدار میں جو سیاسی قتل ہوئے ان کی طویل فہرست سے سب واقف ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان میں سے کسی قتل کا سراغ نہیں لگایا گیا چونکہ مرحوم نواب محمد احمد خان کے قتل کا مقدمہ لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے اس لئے اس کے تعلق سے کوئی تبصرہ نہیں کیا جا رہا ہے تاہم یہ بتایا جا سکتا ہے کہ مرحومین ڈاکٹر نذیر احمد، خواجہ رفیق، اسد اللہ مینگل اور دوسروں کے قتل کی تحقیقات ہو رہی ہے ۳۸ اسی طرح سیاسی مخالفین کے خلاف بنائے جانے والے جھوٹے مقدمات سے بھی سب واقف ہیں۔ چوہدری ظہور الٰہی کے خلاف متعدد مقدمات (جن میں بھینس کی چوری کا مقدمہ بھی شامل ہے) کسی تبصرے کے محتاج نہیں ۳۹ ان معاملات سے جن میں مسٹر بھٹو کے سیاسی مخالفین پر تشدد کیا گیا اور انہیں اذیت پہنچائی سب واقف ہیں۔ اس سلسلہ میں مسٹر جے اے رحیم اور ملک محمد قاسم کے کیسز قابل ذکر ہیں۔

(۴۰) اس پوری مدت کے دوران انٹیلی جنس بیورو کو مسٹر بھٹو کے ذاتی اور سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ خود مسٹر بھٹو کی اپنی تحریر میں ایسی متعدد ہدایات موجود ہیں جو انٹیلی جنس بیورو کو غیر قانونی کارروائیوں کے لئے احکامات دیتے گئے ہیں۔ بطور مثال (مسٹر بھٹو کی اپنی تحریر میں) ایسی چند ہدایات یہاں پیش کی جاتی ہیں۔ ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء کو ڈائریکٹر آف انٹیلی جنس بیورو نے مسٹر بھٹو کو ایک رپورٹ پیش کی جس میں اپوزیشن پارٹیوں کے ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے امکان کی جانب اشارہ کیا گیا تو مسٹر بھٹو نے اس پر مندرجہ ذیل ہدایات صادر کیں

"آپ ان پر گہری نظر رکھیں۔ انہیں ایک دوسرے کے قریب ہرگز نہ آنے دیا جائے۔ یہ کسی غرض کے باعث نہیں ہے بلکہ اصول کی بات ہے۔ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ انہیں ایک دوسرے سے الگ رکھیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جب غلام مصطفیٰ کھر نے مشرف ظاہر کر کے بہت [illegible] بنایا تو اس نے بہت روپیہ کمایا۔ اس کے بارے میں تحقیقات

ایف ایس ایف بھٹو کی ذاتی مافیا تنظیم کی حیثیت رکھتی تھی

کیوں نہ کرائی جاسکے؟"

(ب) جب سابق وزیر اعظم کے چیف سیکورٹی افسر نے اپوزیشن پارٹیوں کے انضمام کے بارے میں ۵ مئی ۱۹۷۶ء کو رپورٹ پیش کی تو مسٹر بھٹو نے مندرجہ ذیل حکم دیا:۔

"آپ انہیں متحد ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے یہ آپ کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے؟"

(ج) جب مسٹر راؤ رشید خان نے ۲۱ر اکتوبر ۱۹۷۶ء کو اس وقت کے وزیر اعظم کو مشورہ دیا کہ انٹیلی جنس بیورو کو ہر حلقے میں پیپلز پارٹی کے متوقع امیدواروں پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے کہا جائے تاکہ پارٹی کے نقطۂ نظر سے بہترین امیدواروں کا انتخاب کیا جاسکے اور وقت اور پیسے کی بچت ہو تو مسٹر بھٹو نے درج ذیل حکم صادر کیا۔

"میں آپ کے مشورے سے اتفاق کرتا ہوں اسے آخری پیراگراف میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی تک محدود رہنا چاہیئے۔

شیخ مجیب الرحمٰن

(۴۱) مسٹر بھٹو نے انٹیلی جنس ایجنسی کو اپنے (مسٹر بھٹو) خلاف موجود ماضی کا ریکارڈ تلف کرانے کے سلسلے میں بھی ناجائز طور پر استعمال کیا چنانچہ مسٹر بھٹو کے حکم پر وہ رپورٹ تلف کر دی گئی۔ جو شیخ مجیب الرحمٰن کی حراست کے دوران ان سے تفتیش اور تحقیقات کرنے والے حکام نے مرتب کی تھی۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ۲۳ جنوری ۱۹۷۲ء کو مسٹر بھٹو نے ٹنڈو محمد خان میں ایک اجلاس طلب کیا جس میں انٹیلی جنس کے مختلف اعلیٰ افسروں نے شرکت کی اس میں مسٹر بھٹو نے یہ واضح ہدایات دیں کہ حکومت پاکستان کی جانب سے کوئی ایسا اقدام نہ کیا جائے جس سے شیخ مجیب الرحمٰن کی پوزیشن متاثر ہو یا ان کے وقار کو دھچکہ لگے۔ یہ بات کہ مسٹر بھٹو نے اپنی ماضی کی سرگرمیوں کے متعلق تمام ریکارڈ تلف کرا دیا۔ اس کی تصدیق مسٹر راؤ رشید خان نے کی ہے۔ جنہوں نے بتلایا ہے کہ دسمبر ۱۹۷۱ء میں مسٹر بھٹو کے عہدہ سنبھالنے کے بعد احکامات دیئے گئے کہ مسٹر بھٹو سے متعلق انٹیلی جنس بیورو کی رپورٹیں اور ریکارڈ جلا دیا جائے۔

زرعی اصلاحات

(۴۲) مسٹر بھٹو نے پیپلز پارٹی کے اعلیٰ عہدیداروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے زرعی اصلاحات سے متعلق قوانین کی بھی سنگین خلاف ورزیاں کیں مثال کے طور پر متعدد مقدمات سے متعلق فائلیں (سابق وزیر اعظم نے منگوالیں اور اپنے پاس رکھ لیں تاکہ ان معاملات میں (نامزد) زمین حاصل کرنے کی کارروائی آگے نہ بڑھ سکے پھر بعد میں ۱۹۷۵ء میں ایک قانون منظور کیا گیا۔ جس میں اعلان کیا گیا کہ تمام زیر سماعت مقدمات خارج کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح بعض دوسرے افراد کے کیس میں جہاں (نامزد) زمین لے لی گئی تھی۔ یہ زمین غیر قانونی طور پر سابقہ مالکان ہی کو دوبارہ الاٹ کر دی گئی۔ اس طرح ناجائز طور پر فائدہ پہنچائے جانے والے بعض افراد کی فہرست منسلک کی جا رہی ہے۔

تاجروں کے خلاف مہم

(۴۳) مسٹر بھٹو نے اپنا ذاتی اقتدار مستحکم کرنے کی خواہش میں قومی معیشت کو پہنچنے والے نقصان کو بھی مکمل طور پر نظر انداز کر دیا مثال کے طور پر مسٹر بھٹو نے تاجر برادری کے افراد کے خلاف ایک مہم شروع کی جن کے بارے میں ان کو یہ شک تھا کہ وہ ان کی حمایت نہیں کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مسٹر بھٹو نے مندرجہ ذیل یادداشت جاری کی تھی۔

"تاجر برادری مسلسل حکومت کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف رہی ہے۔ ہمیں تاجروں کے ان نام نہاد اجلاسوں پر روک لگانی ہوگی۔ اس قسم کے اجلاس میں شرکت کرنے والے ہر فرد کے بارے میں مکمل فائل تیار ہونی چاہیئے تاکہ ہم ان کو صحیح راستے پر لگا سکیں؟"

اس معاملے سے قطع نظر کرتے ہی مسٹر بھٹو نے متعدد کیسز میں یہ ہدایات جاری کیں کہ تشخیص (اسسمنٹ) کا کام انکم ٹیکس کے محکمے کے تفتیشی شعبے کو منتقل کیا جائے۔ (۴۴) پاکستان میں عدالتی اداروں کو تباہ کرنے اور بدنام کرنے کے مسٹر بھٹو کے عزائم کے بارے میں مواد موجود ہے۔ یہ مواد آئینی ترمیمات کے اقدام کے علاوہ ہے جو مسٹر بھٹو نے اعلیٰ عدالتوں کے اختیارات پر قدغن لگانے کے لئے پیش کیا تھا۔ مسٹر بھٹو نے یکطرفہ طور پر عدالتی تقرریاں کرنے کی پالیسی اختیار کر کے عدلیہ میں اختلافات پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔ دستاویزی ریکارڈ موجود ہے جس سے عدلیہ کے بارے میں مسٹر بھٹو کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔

مجموعی تاثر

(۴۵) پس اس طرح مسٹر بھٹو کے حکومت چلانے کے طور طریقوں

پیپلز
فاؤنڈیشن ٹرسٹ کو
بھٹو خاندان
اور
پیپلز پارٹی
کے فائدے کیلیے
استعمال کیا گیا !!

کی جو مجموعی تصویر ابھرتی ہے وہ بدعنوانیوں اور دہشت گردی کی منظم سرپرستی کی آئینہ دار تصویر ہے۔ ہر قسم کی مخالفت کا خواہ وہ پیپلز پارٹی کی صفوں سے ہو یا اپوزیشن کی جانب سے بے رحمی سے قلع قمع کر دیا گیا۔ اور پولیس اسٹیٹ کے تمام لوازمات پورے کر دیئے گئے۔ درحقیقت مسٹر بھٹو نے پاکستان کو اپنی ایسی نجی جاگیر بنا لیا جس پر قرون وسطیٰ کے کسی وڈیرے کا قبضہ ہو۔ مسٹر بھٹو کے لئے سرکاری اور نجی املاک کی تفریق ختم ہو چکی تھی۔ ان کے مخالف کی نجی املاک قومیا لی گئی تھی جبکہ سرکاری املاک ان کے ذاتی استعمال کے لئے تھی۔ اخلاقی اقدار اور ملک دونوں کی پالیسی متضاد یا تباہ ہو گئی تھیں۔

"مبالغہ اور حقیقت کی خلیج دن بدن بڑھتی رہی۔ مملکت کو جدید بنانے کی کوشش کرنے والے سیاستدان کا روپ دھار کر مسٹر بھٹو نے درحقیقت زوال پذیر پالیسیاں اختیار کیں جن کا مقصد حکومت اور اس کے اداروں کو تباہ کرنا اور ان کی جگہ ایسا نظام قائم کرنا تھا جو صرف ان کی مرضی اور ادارے کے تابع ہو۔

۴۶۔ اس پس منظر میں مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں بڑے پیمانہ پر دھاندلیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورت حال پر غور کیا جائے تو یہ نام نہاد انتخابات درحقیقت انتخابات تھے ہی نہیں اور یقینی طور پر انتخابات آئین کے تقاضوں کے مطابق نہیں تھے چنانچہ ان انتخابات کے نتیجہ کے طور پر قائم کی جانے والی قومی اسمبلی کو قانون کے مطابق تسلیم شدہ ادارہ قرار نہیں دیا جاسکتا اس سے یہ بھی منطقی نتیجہ نکلتا ہے کہ اس ادارے کے ذریعے قائم کی جانے والی حکومت بھی آئینی اور قانونی جواز نہیں رکھتی تھی۔ درحقیقت مسٹر بھٹو نے انتخابات دوبارہ کرانے پر رضامند ہو کر یہ مؤقف تسلیم کر لیا تھا کہ انتخابات میں بڑے پیمانہ پر دھاندلیاں ہوئی تھیں پس مسٹر بھٹو اور ان کے ساتھیوں کو ملک چلانے کی کوئی اخلاقی یا قانونی سند حاصل نہ تھی۔

ہلاک زخمی و گرفتار

۴۷۔ اگرچہ مسٹر بھٹو نے بالآخر بڑی ہچکچاہٹ کے بعد نئے انتخابات کرانے پر رضامندی ظاہر کر دی تھی لیکن اسی اثنا میں پاکستان کے معاشرتی ڈھانچے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا تھا۔ ملک گیر ایجی ٹیشن کے نتیجہ میں ۱۷ر مارچ ۱۹۷۷ء تک ۲۲ افراد ہلاک اور ۳۶۹ زخمی ہو گئے جبکہ اس کے بعد کی مدت میں ۲۴۲ افراد ہلاک اور مزید ۵۳۹ افراد زخمی ہوئے کم از کم ۱۶۸۶۳ افراد گرفتار کئے گئے۔ عوام کی جانب سے ۴۲۹۰ جلوس نکالے گئے۔ خواتین نے ۲۶۲، وکلاء نے ۹۵، علمائے کرام نے ۱۹ طلباء نے ۲۸۳ اور بچوں نے ۹۸ جلوس نکالے ۱۶۲۳ گاڑیاں ۸۱ تنصیبات ۴۲ اسٹور ۳۰ شراب خانے ۷ ہوٹل ۵۸ بینک ۱۱ سینما گھر، ۷ فیکٹریاں، ۲۷ ریل کے ڈبے ۵۷ دفاتر اور ۳۸ دکانیں تباہ کی گئیں۔

مزید برآں ان مہینوں میں قومی معیشت تھم گئی اور تشدد کے شعلے پوری سرزمین پر پھیل گئے۔ ان حالات میں یہ واضح ہے کہ حکومت کی اولین اساسی ذمہ داری پاکستان کے عوام کے جائز حقوق جو اس نے غصب کرنے کی کوشش کی نفی تسلیم کر کے حالات کو معمول پر لانے کی کوشش کرنے کی تھی لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت نے عملاً اس کے بالکل خلاف اقدامات کئے۔

۴۸۔ حکومت پنجاب نے ۲۴ر جون ۱۹۷۴ء کو نجی افراد کو اسلحہ کے لائسنسوں کے اجراء پر پابندی لگا دی۔ ۱۵ر مئی ۱۹۷۷ء کو جب ایجی ٹیشن اپنے عروج پر تھا اور اس مدت کے دوران جب (پہلا) مارشل لاء لگایا گیا یہ پابندی ہٹالی گئی اور وزیر اعلیٰ (پنجاب) نے یہ ہدایت جاری کی کہ اسلحہ کے لائسنس کے اجراء کے لئے پیپلز پارٹی کا ہر رکن قومی اسمبلی ۱۰۰ افراد کی اور پارٹی کا ہر رکن صوبائی اسمبلی ۱۵۰ افراد کے ناموں کی سفارش کر سکتا ہے۔ اس میں مزید کہا گیا کہ یہ مراعات دو ماہ تک کے لئے ہیں اور ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ متعلقہ ارکان قومی اور صوبائی اسمبلی کو بلا کر انہیں اس سہولت سے آگاہ کر دیں۔

۴۹ (سابق) وزیر اعظم نے کابینہ کی ایک کمیٹی تشکیل دی جو شیخ رشید، چوہدری انور عزیز اور مسٹر فاروق بخاری پر مشتمل تھی کابینہ کی اس کمیٹی نے متعدد فیصلے کئے جن کی بعد ازاں کابینہ کے ایک اجلاس میں وزیر اعظم نے منظوری دے دی ان فیصلوں کی چند باتیں درج ذیل ہیں۔

(ا) چیف سیکرٹریوں، انسپکٹر جنرل پولیس، کمشنروں وغیرہ کو ہدایت کی گئی کہ وہ پیپلز پارٹی کے ارکان قومی و صوبائی اسمبلی کے ساتھ غیر رسمی اجلاس کریں اور ان سے ایسے افراد کی فہرستیں حاصل کریں جن کے خلاف کارروائی کی جانی ہے (ب) ایم این اے

تحریک کے دوران ۱۶۲۳ گاڑیاں۔ ۱۰۸ تنصیبات ۴۲ اسٹور ۳۰ شراب خانے۔ ۷ ہوٹل ۵۸ بنک ۱۱ سینما گھر، فیکٹریاں ۲۷ ریل کے ڈبے، ۵۷ دفتر اور ۳۸ دکانیں تباہ کی گئیں۔

کے سفارش کردہ ۱۰۰ افراد اور ایم پی اے کے سفارش کردہ ۵۰ افراد (بشمول ناکام امیدواران پیپلز پارٹی) کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت تھی کہ ان کو بغیر کسی تحقیق کے فوراً اسلحہ کے لائسنس جاری کئے جائیں ۵۰۔ صوبائی حکومت کے اس غیر قانونی فیصلے کے نتیجے میں جن کی کوئی نظیر نہیں ملتی عملاً اسلحہ کے لائسنس جاری کرنے کا اختیار پیپلز پارٹی کے ارکان کو مل گیا اور اس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں اسلحہ کے لائسنس جاری کئے گئے۔ پارٹی کے ارکان قومی و صوبائی اسمبلی کے سفارش کردہ افراد کے علاوہ وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ کی جانب سے فی الفور بھی اسلحہ کے لائسنس جاری کئے گئے ۲۲ اپریل ۱۹۷۷ء سے ۱۱ جون ۱۹۷۷ء تک جاری کئے جانے والے لائسنسوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

(الف) سندھ (ضلع تھرپارکر شامل نہیں) ۲۸۰ (ب) سرحد ۵۲۷۲ (ج) بلوچستان ۲۹ (د) پنجاب ۹۰۹ جب کہ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء سے ۲۶ جون ۱۹۷۷ء تک کے اعداد و شمار کہیں زیادہ ہیں (الف) سندھ ۹۷۱ (ب) بلوچستان ۸۰ (ج) سرحد ۱۳۱۳۸ اور (د) پنجاب ۵۳۲۱۔ اس کے علاوہ پیپلز پارٹی کی اہم شخصیتوں کو (سابق) وزیر اعظم کے براہ راست احکامات کے تحت ممنوع بور کے لائسنس بھی جاری کئے گئے۔ وفاقی حکومت کی جانب سے ایسے ۹۸ لائسنس اور حکومت پنجاب کی جانب سے ایک لائسنس جاری کیا گیا۔

سرحدوں پر غیر ملکی فوجوں کا اجتماع

اس پورے عرصہ میں یہ بات اچھی طرح دیکھی جا سکتی ہے کہ پیپلز پارٹی کی پالیسی کا مقصد یہ تھا کہ وہ ملک میں تشدد اور افراتفری اور ہنگامہ پرور طاقتوں کو مستحکم کریں یہ پالیسی اس وقت بھی جاری رہی جب پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کے مذاکرات شروع ہو چکے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ مذاکرات جائز بنیادوں پر نہیں ہو رہے تھے بلکہ صرف اس لئے ہو رہے تھے تاکہ اتنا وقت مل جائے۔ طاقت کے بل بوتے پر عوامی حقوق کی بحالی کی جدوجہد کو کچلا جا سکے

۵۲۔ وقت گزرنے کے ساتھ جیسے جیسے مسٹر بھٹو کی پوزیشن دن بدن کمزور ہوتی گئی وہ اور زیادہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوتے گئے اور انہوں نے قوم کی قسمت پر لاقانونیت اور افراتفری کی طاقتوں کی مدد سے آئے اپنے ظلم کے خلاف تحریک کی طرف سے عوام کی توجہ کو ہٹانے کیلئے وہ ملک کی خارجہ پالیسی کو ملوث کرنے سے بھی باز نہ آئے۔ مثال کے طور پر پروپیگنڈا ملانے کی حد جب کہ مسٹر بھٹو نے کھلے اطلاع دی ہے کہ بھارتی فوجیں سندھ اور کشمیر کی سرحد پر پہنچ گئی ہیں اور ایران کی فوجیں بلوچستان کی سرحد تک آ گئی ہیں اسی طرح واشنگٹن پوسٹ نے اپنی ۱۲ مئی ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں حکومت پاکستان کے ذرائع کے حوالے سے یہ اطلاع دی کہ بھارت اور ایران نے پاکستان کی سرحدوں پر اپنی مسلح فوجیں لگا دی ہیں۔ فوجوں کی نقل و حرکت کے ان الزامات کی تردید بھارت کے وزیر خارجہ اور ایران کے وزیر خارجہ کی طرف سے کی گئی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگرچہ پروپیگنڈا کے بیان کی بڑے پیمانے پر پبلسٹی دی گئی۔ مسٹر بھٹو اپنے خلاف ان الزامات کی تردید کرنے میں ناکام رہے۔ ۱۳ مئی ۱۹۷۷ء کے پاکستان ٹائمز کی ایک خبر کا مندرجہ ذیل ٹکڑا خاص طور پر اہم ہے پاکستان کی ایک سے زیادہ سرحد پر غیر ملکی فوجوں کے اجتماع کے بارے میں جو خبریں گشت کر رہی ہیں ان کے پیش نظر جب وزیر اعظم سے یہ پوچھا گیا کہ کیا سرحد پر فوجوں کی کوئی نقل و حرکت ہوئی تو مسٹر بھٹو کا مختصر اور بامعنی جواب تھا کہ میں کوئی تبصرہ نہیں کروں گا۔

قومی مفاد کو بالائے طاق رکھ دیا گیا

(۵۳) اس طرح یہ بات واضح ہو گئی کہ مسٹر بھٹو سیاسی اقتدار کو برقرار رکھنے کے لئے دیوانہ وار کوششیں کرتے رہے اور انہوں نے قومی مفاد کو بالائے طاق رکھ دیا۔

(۵۴) ماضی میں مسٹر بھٹو اور غلام مصطفیٰ کھر کے درمیان جو زبردست سیاسی اختلافات موجود تھے اس کے باوجود اس موقع پر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور مسٹر کھر کو وزیر اعظم کا خصوصی مشیر مقرر کیا گیا ان کے تقرر میں یہ بات واضح طور پر کارفرما تھی کہ ماضی میں اپنے مفاد کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اور ننگی طاقت استعمال کرنے کے بارے میں مسٹر کھر کی جو شہرت تھی اس سے فائدہ اٹھایا جائے ان کے تقرر کا اثر یہ ہوا کہ پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد کے درمیان سیاسی کشیدگی میں نمایاں طور پر اضافہ ہوا اور وسیع پیمانے پر تشدد کے امکانات بڑھ گئے۔

(۵۵) مارشل لاء کے نفاذ کے موقع پر ۴ جولائی کو ایک اہم واقعہ رونما ہوا جو اس بات کی طرف واضح اشارہ تھا کہ مستقبل میں مسٹر بھٹو کے کیا عزائم ہیں۔ پیپلز پارٹی کے لیڈروں کی قیادت میں شام کو ایک جلوس انارکلی گیا اور اس نے دکانداروں پر اندھا دھند تشدد روا رکھا۔ جلوس کے شرکاء مسلح تھے۔ اور یہ بات واضح تھی کہ یہ پورا واقعہ پہلے سے سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ تاکہ مسٹر بھٹو کے مخالفین کو ڈرایا دھمکایا جا سکے۔ اس طرح مسٹر کھر نے اشتعال انگیز تقریریں شروع کر دیں۔ جن میں انہوں نے دھمکی دی کہ قومی اتحاد کے حامیوں کے خلاف تشدد کی طاقتوں کو کھلی چھٹی دے دیں گے۔

(۵۶) اس قسم کی خبریں ملیں کہ مسٹر کھر نے پشاور سے بڑی تعداد میں اسلحہ خریدا ہے۔ اس طرح اس کی بھی اطلاع ملی کہ مسٹر ممتاز علی بھٹو نے ۳۰۰ اسٹین گنیں خریدیں۔ قبائلی علاقے سے قومی اسمبلی کے ایک سابق رکن انکشاف کیا کہ مسٹر بھٹو نے اس سے کہا کہ وہ قومی اتحاد کے حامیوں کو ہلاک کرنے اور لوٹ مار کرنے کے لئے ۲۰ ہزار رضاکاروں کا ایک لشکر تیار کریں۔

فوجی کارروائی کی ضرورت

۵۷۔ قومی اتحاد اور پیپلز پارٹی کے درمیان مذاکرات کے دوران یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ مسٹر بھٹو نے اپنے گھناؤنے مقاصد کے لئے مذاکرات کو طول دیا اور وہ تعطل کا شکار ہو گئے قوم واضح طور پر نازک دور میں داخل ہو گئی اور قوم پر خانہ جنگی کا خوفناک سایہ پڑنے لگا۔ فوج کی طرف سے کارروائی ضروری محسوس ہونے لگی۔

۵۸۔ اب یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہو گئی جب تک اقتدار کی باگ ڈور مسٹر بھٹو کے ہاتھ میں ہے۔ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کا کوئی امکان نہیں اس حقیقت کو عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا تھا کہ فوج آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرانے کی ذمہ داری قبول کرے۔

مارشل لا کا نفاذ

۵۹۔ مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو مارشل لاء نافذ کیا گیا اور پورے ملک میں لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ مارشل لاء کے نفاذ کے ۳ ماہ بعد امن و سکون بحال ہو گیا اور قومی معیشت جو تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی تھی اس کو درست رخ معمول کے مطابق لایا گیا۔ سرکاری ادارے جو حکمرانی کرنے ہوتے والے تھے ان کو پوری طرح "صحت یاب" کیا جا رہا ہے ملک کی خارجہ پالیسی کو مسٹر بھٹو کی ذاتی شخصیت بنانے کی بجائے قومی مفاد کے مطابق ڈھالا جا رہا ہے (۶۰) چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اپنی اس خواہش کا پہلے ہی اظہار کر چکے ہیں کہ وہ جلد از جلد انتخابات کرانا چاہتے ہیں عوام کے مطالبہ پر انتخابات کو اس وقت تک کے لئے ملتوی کیا گیا ہے جب تک پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کے خلاف محاسبہ کا عمل مکمل نہیں ہو جاتا اس سلسلہ میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے اپیل کی ہے کہ تمام مقدمات جو معرض التوا میں ہیں جلد از جلد نمٹا دیئے جائیں۔

(۶۱) اس طرح اس امر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مارشل لاء کا نفاذ آئینی اقتدار کو تبدیل کرنے کے لئے نافذ نہیں کیا گیا بلکہ اس لئے نافذ کیا گیا ہے تاکہ ملک کو آئینی حکمرانی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔ ۶۲۔ عرض یہ ہے کہ اس طرح حالات کے حقائق اور واقعات کی روشنی میں "نظریہ ضرورت" کا اطلاق کیا جائے و (۶۳) مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ غیر ضروری ہے کہ درخواست کے ہر پیرے کا جواب دیا جائے۔ اور جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی تردید کی جائے (۶۴) اس لئے درخواست کی جاتی ہے کہ اس آئینی درخواست کو ہرجانہ سمیت خارج کر دیا جائے۔

سابقہ حکومت نے ۶۶ لاکھ روپے کا پلاٹ صرف ۵ لاکھ ۶۶ ہزار روپیہ میں خریدا۔

تحریکِ ختمِ نبوت کے قائد

استاذ المحدثین علامہ سید محمد یوسف بنوری رح رحلت فرما گئے

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

ملک بھر میں صفِ ماتم بچھ گئی، زعماء و اکابر کی طرف سے زبردست خراجِ عقیدت

مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی کے احاطہ میں مرحوم کو سپردِ خاک کر دیا گیا

کراچی، تحریکِ ختمِ نبوت کے قائد اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر، استاذ العلماء رئیس المحدثین حضرت العلام مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو گذشتہ شب مدرسہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اس سے قبل حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی کے خلیفہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جس میں علماء کرام، سیاسی راہنماؤں اور معززینِ شہر کے علاوہ ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔ جمعیۃ العلماء اسلام کراچی وسطی کے امیر مولانا محمد زکریا اور دیگر جماعتی راہنما اور کارکن بھی کثیر تعداد میں جنازہ میں شریک ہوئے۔

مولانا بنوری رح، جو راولپنڈی میں اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے وہاں تشریف لے گئے تھے، ۱۵ اکتوبر کو دل کا دورہ پڑا جس کے بعد انہیں کمبائنڈ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں داخل کر دیا گیا۔ ۱۶ اکتوبر شام کو آپ کی حالت کافی سنبھل گئی۔ اسی رات جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی کے امیر مولانا قاری سعید الرحمٰن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور محسوس کیا کہ اب حضرت بنوری رح پر تکلیف کا کچھ زیادہ اثر باقی نہیں ہے۔ مگر ۱۷ اکتوبر کو علی الصبح آپ پر دل کا دوبارہ دورہ پڑا۔ دورہ کے دوران آپ مسلسل استغفار پڑھتے رہتے اور یہ فرماتے کہ "یہ تو بالکل نئی کیفیت ہے"۔ بالآخر تقریباً صبح سوا پانچ بجے وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ وفات کی خبر دوپہر کو ریڈیو پاکستان سے نشر ہوئی۔ اور یہ المناک خبر سنتے ہی پورے ملک میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ جگہ جگہ علامہ مرحوم کو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ تعزیتی اجتماعات ہوئے۔ مرحوم کی جدوجہد اور خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا عہد کیا گیا۔

راولپنڈی میں آپ کی نماز جنازہ تین بجے جامعہ اسلامیہ صدر مارکیٹ میں ادا کی گئی جس میں ممتاز علماء اور رہنماؤں کے علاوہ راولپنڈی و گرد و نواح کے شہریوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ نماز جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب دامت برکاتہم، مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے پڑھائی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مسٹر جسٹس محمد افضل چیمہ، مولانا غلام اللہ خان، مولانا قاری سعید الرحمٰن، مولانا محمد عبید اللہ، مولانا ظفر احمد انصاری اور مولانا عبد الباری کے علاوہ جمعیۃ العلماء اسلام صوبہ سرحد کے امیر حضرت مولانا سید محمد ایوب جان بنوری اور مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی بھی شریک ہوئے۔ نماز جنازہ سے قبل اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا عبد الحق نے مولانا بنوری رح کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اور فرمایا کہ یہ علوم نبوت کے ایک ایسے وارث کی موت ہے جس نے ساری زندگی اس وراثت کی حفاظت میں گذار دی اور آج ہم علماء دیوبند کے علوم و معارف اور اسرار و نکات کے محافظ سے محروم ہو گئے ہیں۔

مولانا غلام اللہ خان نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علامہ بنوری رح کی وفات واقعی ایک ایسے عالم کی موت ہے جس پر "موت العالِم موت العالَم" کا ارشاد صادق آتا ہے۔ آپ نے کہا مولانا بنوری رح کی وفات سے علمی و دینی حلقوں میں جو خلاء نظر آتا ہے وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسے لوگ ہزاروں سال کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

نماز جنازہ کے بعد راولپنڈی کے ہوائی اڈہ

سے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی نعش مبارک کو جسٹس محمد افضل چیمہ، مولانا ظفر احمد انصاری، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان اور دیگر زعماء نے پُرنم آنکھوں سے کراچی کے لیے الوداع کہا۔

امیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ درخواستی نے ملک بھر میں جمعیۃ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی کی مجالس کا اہتمام کریں اور ان کی خدمات

دور ایک تابوت بند ہوتے دیکھا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پوچھا کہ بتاؤ، یہ ماجرا کیا ہے؟

اس پر مولانا زاہد الراشدی نے بتایا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ وفات پا چکے

علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی وفات عالمِ اسلام کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے‘

جمعیۃ علماء اسلام کی تمام شاخیں مولانا بنوریؒ کو ایصالِ ثواب کیلئے قرآن خوانی کا اہتمام کریں

حضرت الامیر کی ھدایت

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد عبید اللہ درخواستی، قائم مقام ناظم عمومی مولانا محمد اجمل خان، صوبائی امیدوار مولانا عبید اللہ انور اور مرکزی نظماء مولانا غلام ربانی، مولینا قاضی عبد اللطیف اور مولانا زاہد الراشدی نے ایک مشترکہ بیان میں علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے‘ اور اسے عالمِ اسلام کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت بنوریؒ نے اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت، عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت، اسلامی قوانین کی تدوین و نفاذ اور اسلامی اقدار و روایات کی سربلندی کے لیے جو نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں وہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب اور ناقابلِ فراموش حصہ ہیں۔ جمعیۃ کے راہنماؤں نے کہا کہ مولانا بنوریؒ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کی خدمات اور جد و جہد سے نئی نسل کو روشناس کرایا جائے۔ اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا عزم کیا جائے۔

مشترکہ بیان میں حضرت بنوریؒ کے فرزند مولانا سید محمد بنوری، ان کے اہلِ خاندان، پسماندگان اور دیگر تمام سوگواروں کے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دیں۔

دریں اثناء جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے

قربانیوں اور جد وجہد پر روشنی ڈالیں۔

مولانا بنوریؒ اور مولانا محمد سرفراز خان ملاقات کیلئے گئے مگر....

از، عبد الرؤف ربانی
مدرسہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ

استاذِ محترم حضرت شیخ الحدیث مولینا محمد سرفراز خان صفدر عام طور پر کسی سفارش یا ملاقات کے لیے کہیں نہیں جاتے۔ لیکن ۱۷ اکتوبر کو حافظ آباد کے کچھ دوستوں نے آکر کسی کام کے سلسلے میں راولپنڈی حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے ملاقات کے لیے چلنے کو کہا تو بلا قیل و قال فی الفور تیار ہو گئے۔ چنانچہ اسباق سے فارغ ہو کر حضرت الاستاذ مدظلہ، مدرسہ اشرفیہ حافظ آباد کے ناظم حافظ خلیق اکبر صاحب، مولوی محمد اشرف صابر اور راقم الحروف راولپنڈی کے لیے روانہ ہوئے اور کم و بیش سوا تین بجے جامعہ اسلامیہ صدر، مارکیٹ راولپنڈی پہنچ گئے۔ دروازے پر ہجوم دیکھ کر ہم بہت خوش ہوئے کہ حضرت بنوریؒ اندر موجود ہیں۔ بڑے گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو ہمیں دیکھ کر مولانا زاہد الراشدی، جو وہاں موجود تھے، دوڑے دوڑے آئے اور کہنے لگے جلدی چلیں اب وہ بند کرنے لگے ہیں۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا بند کرنے لگے ہیں۔ لیکن جب تھوڑی

ہیں اور جنازہ کے بعد ان کا تابوت بند کر دیا گیا ہے۔

ہم سب کی زبان پر بے ساختہ ....

..."انا للہ و انا الیہ راجعون" جاری ہوا۔ تابوت بند ہو چکا تھا۔ دوبارہ کھلوانا مناسب نہ تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر قافلہ کے ساتھ ایئرپورٹ پر روانہ ہو گئے اور تابوت کو کراچی رخصت کیا۔

علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ

سوانح و افکار

مولانا محمد یوسف بنوری ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۱ء) کو پشاور کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید محمد زکریا بنوری حسینی مشہور عالمِ دین اور ممتاز تاجر تھے۔ آپ نے والد بزرگوار اور ماموں سے ابتدائی تعلیم پائی۔ اس کے بعد پشاور کے علماء اور امیر حبیب اللہ کے زمانے میں کابل میں عربی اور دین کی ثانوی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۴۷ھ تک آپ نے بقیہ تعلیم دارالعلوم دیوبند میں مکمل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا

احتساب کا عمل تیز تر ہونا چاہیے!

جمہوری عمل میں تاخیر مناسب نہ ہوگی۔

از سید عطاء الرحمٰن جعفری

جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے پیشروؤں کے برعکس صاف الفاظ میں کہا ہے :

" میرا یہ پختہ ایمان ہے کہ بحرانی حالت کے سوا فوج کو کبھی حکومت نہیں سنبھالنی چاہیئے اور عملی سیاست سے دور ہی رہنا چاہیے۔ یہ حق صرف عوام ہی کو حاصل ہے جو اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعہ حکومت چلاتے ہیں۔"

جہاں تک عوام کا تعلق ہے وہ چاہتے ہیں کہ احتساب کا مرحلہ جلد از جلد اختتام پذیر ہو، تاکہ اس بدنصیب سرزمین میں جمہوری عمل کا دور دورہ ہو۔

۵ جولائی کو ملک کا نظم و نسق سنبھال کر فوج نے جو شاندار کارنامہ سرانجام دیا اور ملک کو تباہ و برباد ہونے سے بچا لیا وہ قابل تحسین ہے، لیکن ترقی و روشنی کے اس زمانے میں مارشل لا کوئی قابل رشک بات نہیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق خود بھی اس حقیقت کا برملا اظہار کر چکے ہیں۔ مارشل لا چاہے سخت اور جابرانہ ہو یا نرم بہر حال جمہوری عمل کے لیے سد راہ ہے۔ یہ فیصلہ تو ہو چکا ہے کہ انتخاب احتساب کے بعد ہی ہوگا مگر خدا کرے یہ احتساب کی مدت جلد ختم ہو۔

بڑے ادب کے ساتھ یہ شکوہ کیے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ جنرل صاحب نے اس صحیح فیصلہ تک پہونچنے میں بڑی تاخیر کر دی جس کی وجہ سے پورے تین ماہ ضائع ہو گئے۔ اگر وہ یہ فیصلہ ۵ جولائی ہی کو کر لیتے تو کس قدر بہتر ہوتا۔ تین ماہ کا یہ وقت مجرموں کو بے نقاب کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس عرصہ میں بعض فیصلے ہو چکے ہوتے۔ اور مجرموں کو سزا بھی ہو چکی ہوتی۔ جہاں تک جرائم کا تعلق ہے اس کا علم لوگوں کو کم و بیش ہو چکا ہوتا۔ اور وہ یہ بھی جان چکے تھے کہ اس کی ذمہ داری بھٹو اور ان کے ساتھیوں پر عاید ہوتی ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ سابق حکمرانوں کے ہاتھ میں مارشل لا احکام کی جانب سے فرد جرم تھما دی جاتی اور پھر تمام دستاویزی شہادتوں کو اخبارات اور ٹی وی کے ذریعہ منظر عام پر لے آیا جاتا۔ تاکہ لوگوں میں ان مجرموں کے خلاف نفرت پیدا ہوتی جنھوں نے سیاستدانوں کو قتل کیا تھا اور انہیں راستہ سے ہٹانے کی سازشیں جاری کی تھیں جو سیاسی مخالفین کو اغوا کرنے اور دلائی کیمپ جیسے جیل خانوں میں رکھنے کے ذمہ دار تھے جن کے دور اقتدار میں قومی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا گیا۔ اور بیرونی ممالک سے ملنے والی امداد تک میں خرد برد کی گئی، جن کے عہد حکومت میں کسی کی جان و مال اور آبرو محفوظ نہیں تھی، جو دستور کا حلیہ بگاڑتے اور شہری آزادیاں سلب کرتے رہے تھے۔ اور جو اخبارات اور حکومت کو اس طرح استعمال کرتے تھے جس طرح پاکستان جمہوری ملک نہیں، بلکہ ان کی ذاتی جاگیر ہے۔ ایسے مجرموں کو گذشتہ تین ماہ کے دوران اس طرح بے نقاب کر دینا چاہیے تھا کہ لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ نہ مجرموں کو چارج شیٹ دی گئی۔ نہ شہادتوں کو منظر عام پر لایا گیا۔ اور نہ کسی سول عدالت نے ان کے خلاف فیصلہ صادر کیا۔

اس تاخیر کا نتیجہ یہ نکلا کہ چھوٹے چھوٹے مجرموں کو پروپیگنڈہ کا موقع مل گیا، اگر ان کے خلاف بلا تاخیر عدالتوں میں کارروائی کی جاتی تو لوگ مزید گمراہ نہ ہوتے۔

جنرل صاحب بروقت کسی صحیح فیصلہ پر کیوں نہ پہونچ سکے۔؟

یہ سوال تقریباً ہر ذہن میں پیدا ہوتا ہے قرین قیاس تو یہی ہے کہ اس کی اصل وجہ بھٹو کے زمانے کے مشیر با تدبیر ہیں۔ ان میں بیشتر وہ ہیں جو بھٹو صاحب کے پروردہ اور ان کے نوازے ہوئے ہیں جن کی اصل ہمدردیاں بھٹو کے ساتھ ہیں یہ آج بھی انتظامیہ میں کلیدی عہدوں پر فائز ہیں اور بھٹو کا برسر اقتدار آنا ان کے مفاد میں ہے۔ جب تک کہ جنرل ضیاء ان مشیروں اور سابقہ انتظامیہ کے فرمانرواؤں کو کمین گاہوں سے نہیں نکالیں گے۔ اور ان کے اثر و رسوخ کو ختم نہیں کریں گے ہر لحظہ مارشل لا حکومت کے مقاصد کو نقصان پہونچے گا۔

جنرل ضیاء الحق صاحب ایک مخلص سپاہی اور اسلام کے سچے شیدائی ہیں وہ ایسے فیصلے کرنا چاہتے ہیں جو ملک و قوم کے مفاد میں ہوں۔ انہیں کلیدی مقامات پر ایسے مشیروں اور افسروں کو رکھنا چاہیے جو کسی ایک فرد یا خاندان کے وفادار نہ ہوں، بلکہ قوم کے وفادار ہوں۔ اسلامیانِ ہند نے یہ پاکستان بھٹو، بیگم بھٹو، مس بے نظیر بھٹو اور مرتضیٰ بھٹو کے لیے نہیں قائم کیا تھا۔ کہ اگر انہیں اقتدار سے ہٹایا گیا تو خون کی ندیاں بہا دی جائیں گی اور پنجاب کے پانچوں دریا سرخ ہو جائیں گے۔ اور اگر انتخابات اس خاندان کے اقتدار کا زینہ نہ بنے تو انقلاب آ جائے گا۔

بلاشبہ سیاسی جماعتوں نے اپنا منشور باقاعدہ طور پر پیش کرنے میں تاخیر کی، لیکن خود جنرل صاحب کی طرف سے بھی تو مجرموں کے خلاف فرد جرم عاید کرنے اور انہیں عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کرنے میں تاخیر ہوئی

جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے نہایت دردمندی کے ساتھ التماس ہے کہ وہ فوری طور پر مجرموں کو چارج شیٹ دیں، ان کی فرد جرم اور شہادتوں کو عوام کے سامنے لائیں اور سول عدالتوں کی روایتی سست رفتاری کے اسباب دور کریں، کیوں کہ انصاف میں تاخیر انصاف کے خلاف ہے۔ ان مقدمات میں انصاف کی جلد ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اس سے ہمارا اور ہمارے ملک کا مستقبل وابستہ ہے جو دیر ہو چکی سو ہو چکی۔ اب اگر مزید دیر کی گئی تو اس کا فائدہ مجرموں کو پہونچے گا۔

←

ملک و قوم کا مفاد اس بات میں مضمر ہے کہ جلد از جلد مقدمات کا فیصلہ کیا جائے۔ جمہوری عمل میں تاخیر مہلک ہو گی ۔

تا تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ شود

عوام کی آرزو ہے کہ کم از کم اگست ۱۹۷۸ء کے اختتام سے قبل الیکشن ہونے چاہئیں تاکہ جمہوریت کا قافلہ اپنی منزل کی طرف گامزن ہو سکے اور قیام پاکستان کے مقصد کو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

یعنی نظام مصطفےٰ
کو سرزمین پاکستان
میں نافذ
کیا جا سکے

بقیہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رح

محمد انور شاہ کشمیری شامل تھے۔ آپ نے سب سے زیادہ استفادہ مولانا انور شاہ کشمیری سے کیا۔ سفر و حضر میں خادم کی حیثیت سے ان کے ساتھ رہے اور مولانا کشمیری کی وفات کے بعد آپ کو جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، سورت (بھارت) کا شیخ الحدیث اور صدر مدرس بنایا گیا۔

آپ کو اس جامعہ کی مجلس علمی (ریسرچ کونسل) کا رکن منتخب کیا گیا۔ بعد میں مجلس علمی کا صدر دفتر یہاں منتقل کر دیا گیا۔ مجلس علمی کی کتب طبع کرانے کے لیے ۱۹۳۷ء میں آپ کو قاہرہ بھیجا گیا۔ آپ نے خلافت عثمانیہ کے دینی امور کے سابق جنرل سیکرٹری شیخ محمد زاہد کوثری سے بھی تحصیل علم کیا۔ جب ملازمت کے خاتمہ کے بعد وہ مصر میں مستقل آباد ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ فقہ مالکی کے علماء سے آپ نے استفادہ کیا اور حدیث کی سند حاصل کی۔ حرمین کے بہت سے اساتذہ نے بھی آپ کو حدیث کی اجازت (سند) دی اور پھر آپ نے بلاد عرب اور حرمین کے بعض اساتذہ کو حدیث کی سند عطا کی۔ ۴۵ برس تک آپ حدیث کی تعلیم دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کو دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار میں شیخ التفسیر مقرر کیا گیا۔ تین سال بعد آپ کراچی تشریف لے آئے اور یہاں آپ نے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی داغ بیل ڈالی۔ جہاں ۲۳ برس سے یونیورسٹی کی سطح پر دین کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ دورۂ حدیث کی سند بی اے کے برابر اور تخصص کی سند ایم اے کے برابر تصور کی جاتی ہے۔ دینی علوم پر تحقیق کے لیے آپ نے دعوۃ التحقیق کے نام سے علمی ادارہ قائم کیا جس کے تحت ۱۵ کتب تیار کی گئیں۔ ان میں سے ۱۰ کتب شائع ہو چکی ہیں۔ بینات کے نام سے آپ نے ۱۵ سال قبل ایک ماہنامہ جاری کیا، جو اب بھی شائع ہو رہا ہے۔ اس ماہنامے کے ذریعہ بھی آپ نے اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا اور ایوب و بھٹو شاہی پر منبر کے ساتھ پرچے کے ذریعہ بھی تنقید کرتے رہے۔ آپ کی تصانیف میں عربی کی چار بڑی کتب اور درجنوں مقدمات شامل ہیں جو آپ نے دوسری کتب پر تصنیف کیے ہیں۔

معارف السنن کی ۶ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے ذریعہ آپ نے ترمذی کی شرح کی ہے۔ مزید ۶ جلدیں آپ تصنیف کرنا چاہتے تھے مگر یہ کام آپ کی وفات سے ادھورا رہ گیا۔

علامہ مشرقی کے جواب میں آپ نے ایک عربی کتاب حقیقۃ العریب فی احکام القبلۃ والمحاریب تصنیف کی۔ ایک اور کتاب آپ نے یتیمۃ البیان فی مشکلات القرآن لکھی اور نفحۃ العنبر کے نام سے آپ نے مولانا محمد انور شاہ کشمیری کی سوانح حیات تحریر کی۔ آپ سے تحصیل علم کرنے والے طلبہ کی تعداد ہزاروں ہے۔ ۱۵۰ غیر ملکی طلباء آپ سے تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور دو سو طلباء آج کل زیر تعلیم تھے۔ آپ نے علمی و دینی مقاصد کی خاطر حرمین، مصر، عراق، شام، اردن، بیت المقدس، لیبیا، جنوبی افریقہ، یوگنڈا، تنزانیہ اور یورپ کے متعدد سفر کیے۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے سینکڑوں علماء پیدا کیے اور ایسے مدرسے کی بنیاد ڈالی جس کے ذریعہ آئندہ بھی علماء پیدا ہوتے رہیں گے۔

آپ کا دوسرا بڑا کارنامہ ختم نبوت کی تحریک ہے۔ مولانا انور کشمیری نے مجلس ختم نبوت کے نام سے جو تحریک شروع کی تھی، آپ نے اس تحریک کو جاری رکھا اور بالآخر قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس تحریک کے دوران سیاسی اور دینی جماعتوں نے جو مجلس عمل قائم کی تھی آپ کو اس کا صدر بنایا گیا تھا۔

پرویز کے فتنے کو دبانے میں آپ نے مؤثر کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی تحریف دین کی کوششوں کا رد کیا۔ پاکستان بھر کے عربی مدارس کا جو وفاق قائم کیا گیا تھا آپ کو اس کا صدر بنایا گیا تھا۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم آپ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ "مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا انور کشمیریؒ کے علم کے صحیح حامل ہیں"۔

پروفیسر احمد سعید نے مولانا بنوریؒ کے بارے میں "بزم اشرف کے چراغ" میں لکھا ہے کہ وہ عربی ادب میں نہایت بلند پایہ ادیب اور اونچے درجے کے ذوق عربیت کے مالک تھے۔ زبان و قلم میں شوکت و سلاست، فصاحت و بلاغت، متانت و پختگی آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ کے علمی و ادبی مضامین دنیائے عرب کے کسی بھی بلند پایہ ادیب سے کم نہیں۔ عرب ممالک کے اہل علم کو اس کا اعتراف ہے۔

مولانا یوسف بنوریؒ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ آپ نے ۱۳۵۸ھ میں باجازت حاضری دی۔ یہ دوسری حاضری تھی۔ پہلی حاضری صفر ۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔ دوسری حاضری کے بعد مراسلت جاری رہی۔ اس دوران مولانا اشرف علی تھانوی کا خط آیا کہ توکل علی اللہ آپ کو مجاز صحبت مقرر کیا ہے۔ عذر کیا لیکن قبول نہ ہوا۔

آپ نے ۱۳۵۶ھ میں مکہ مکرمہ میں حضرت مولانا محمد شفیع الدین مدنی مہاجر مکی خلیفہ حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کے دست مبارک پر بیعت کی۔

ایمان اور عمل صالح

تجارت کا مدار دو چیزوں پر موقوف ہے

ہمارے پیارے نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس تعلیم کو لے کر آئے اس کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ انسان کی تجارت کا دارو مدار دو چیزوں پر موقوف ہے ایک ایمان اور دوسری عمل صالح۔

ایمان کیا ہے؟

[illegible] پر یقین کامل رکھنے کا نام ایمان ہے

عمل صالح؟

اور عمل صالح ان اصولوں کے مطابق عمل کا کسی بات پر تنہا علم و یقین کامیابی کے لیے کافی نہیں ہے جب تک اس علم و یقین کے مطابق عمل صالح نہ ہو۔ لیکن افسوس کہ عوام میں جو اہمیت ایمان کو ہے وہ عمل صالح کو نہیں حالانکہ یہ دونوں لازم ملزوم کی حیثیت سے علاً یکساں حیثیت رکھنے میں فرق ہے اتنا کہ

اگر ایمان بنیاد ہے تو عمل صالح اس پر قائم شدہ دیوار، ایمان جسم ہے تو عمل صالح اس کی روح ایمان یقین ہے تو عمل صالح اس کی تصدیق ایمان پھول ہے تو عمل صالح اس کی خوشبو، ایمان نخل تناور ہے تو عمل صالح اس کا ثمر شیریں۔

عمل صالح کی اہمیت

اور یہ صرف کہنے ہی کی بات نہیں کہ ایمان کے عمل صالح کی اہمیت بھی اسی کے بقدر ہے بلکہ جناب رسول اکرمؐ نے جگہ جگہ نہ صرف عمل صالح کی اہمیت اپنے ارشادات میں واضح کی بلکہ اپنی ساری عملی زندگی اسی نہج پر گزاری کہ ہمارے لیے مشعل راہ کا کام دے سکے اور عمل صالح کا ایک زندۂ جاوید اور بے نظیر مثالی نمونہ ہو۔

قرآن مجید نے بیسیوں جگہ انسان کی فوز و فلاح کو آیات مقدسہ میں بیان ہے مگر ہر جگہ ایمان اور اس کے ساتھ عمل صالح کو ضروری حیثیت دی فرمایا

والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت

ترجمہ "قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بڑے خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے"

تاریخ شاہد ہے کہ ان ہی افراد اور قوموں پر فوز و فلاح کے دروازے کھلے ہیں جنہیں ربانی حقائق کا یقین تھا اور ان کے ساتھ نیک عمل بھی تھے قرآن پاک شاہد عادل ہے۔ وہ یہود قوم جو جنت کے ٹھیکیدار بنے پھرتے ہیں ہم سے فرمایا۔

والذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک اصحب الجنۃ

ترجمہ "اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے جنت والے ہیں"

یعنی جنت کا حصول نسل اور قومیت موقوف نہیں بلکہ ایمان و عمل پر ہے۔ جو شخص جنت کی مذکورہ قیمت ادا کرے گا وہ اس کا مالک ہے اس لیے پیغمبر پاکؐ نے اپنے آخری خطبہ میں نسل و نسب پر فخر کرنے والوں کو راہ ہدایت دکھلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے اچھا وہ ہے جس کا عمل اچھا ہے"۔ اس لیے عدم ایمان اور بدکاری کا نتیجہ دین و دنیا کی تباہی اور ایمان و نیکو کاری کا نتیجہ دنیا و آخرت کی بھلائی۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا وہ طبعی قانون جس میں ذرہ بال برابر فرق نہیں ہوا ہے نہ ہوگا جو اس کے خلاف کرتے ہیں ان کے بارے میں ناد یٰنا ارشاد ہوتا ہے

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا

ترجمہ: "پس ان کے بعد ایسے ناخلف ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی پس وہ عنقریب گمراہی سے ملنے والے ہیں" اسی نوع کی دوسری آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت کا استحقاق دراصل ان ہی لوگوں کو ہے جو ایمان کے ساتھ عمل سے بھی آراستہ ہیں جو عمل سے محروم وہ استحقاق سے بھی محروم۔

ایمان اور عمل صالح
کا چولی دامن کا ساتھ ہے

مذکورہ بحث سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جہاں عمل کی کمزوری ہے وہاں اسی کے بقدر ایمان کی بھی کمزوری ہے۔ کسی چیز پر پورا پورا یقین آجانے کے بعد اس کے خلاف عمل کرنا یا انسان فطرت ہی کے خلاف ہے آگ کو جلا دینے والی یقین کر لینے کے بعد پھر کون ہے؟ جو اس میں ہاتھ ڈالے جلانے والی آگ سے واقف نہیں بار بار اس میں ہاتھ ڈالنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اسی لیے عمل کا قصور ہمارے یقین کی کمزوری کا راز فاش کرتا ہے یہی سبب ہے کہ تنہا ایمان کو نہیں بلکہ بلکہ ہر جگہ ایمان اور عمل صالح دونوں کو ملا کر ہی نجات کا ذریعہ بنایا گیا ہے اس لیے جان لینا چاہیئے کہ ایمان و عمل صالح ایسے لازم و ملزوم ہیں جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

اعمال صالحہ کے ثمرات

جن مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ نے دنیاوی حکومت وسلطنت کا وعدہ فرمایا وہ بھی وہی ہیں جن میں ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ہو (ملاحظہ ہو)

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض

ترجمہ: تم میں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے (دنیاوی حکومت) خلافت کا وعدہ فرمایا ہے۔

آخرت کی مغفرت اور بخشش کے لیے بھی یہی وعدہ ہے۔ فرمایا۔

وعد اللہ الذین وعملوا الصلحٰت مغفرۃ واجر عظیم۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے

اسلام کے اس اصول مسلمہ سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ پھر دوسرے مذاہب میں افراط وتفریط نمایاں ہے مثلاً عیسائیوں میں پوپ پال کہتے ہیں کہ صرف ایمان پر نجات کا مدار ہے۔

بودھ دھرم میں نیکوکاری سے نروان ملتا ہے ہندو مت میں گیان دھیان کو نجات کا ذریعہ بنایا گیا ہے مگر ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے انسان کی نجات کا مدار صرف ایمان ہی نہیں بلکہ اس کے بعد ثانیاً عمل صالح قرار دیا ہے کیونکہ ہر قسم کی کامیابی کا مدار اسی پر ہے کوئی مریض اگر دوا کے اصول کو تسلیم کرے اور استعمال نہ کرے تو شفایاب کیسے ہو سکتا ہے پانی کے لفظ پر یقین طبیعت کی سیرابی کے لیے ایمان اور اسلامی تعلیمات پر یقین کامل رکھا اور پھر ان کے مطابق عمل کو جاری رکھا مسلمان قوم تمام اقوام عالم پر حاوی رہی

مسلمانوں کی پسماندگی کا علاج محض اتباع سنت پر منحصر ہے

اب مسلمان قوم کی پسماندگی کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو فراموش کر چکے ہیں ہم نے روزمرہ زندگی میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا چھوڑ دیا نتیجتاً ہم یہ تو کہتے ہیں کہ

وہ زمانہ بڑا خراب آ گیا ہے، بے دینی کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے، عریانی و بے حیائی کی انتہا ہو چکی ہے۔

بلاشبہ یہ تمام باتیں سچی ہیں گذرے ہوئے وقت کے ساتھ موجودہ وقت کا موازنہ کر کے دیکھئے تو دینی اعتبار سے انحطاط نمایاں ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے ہم ایک دوسرے سے یہ باتیں اس لیے نہیں کرتے کہ ہمیں اس صورت پر کوئی تشویش ہے بلکہ یہ تذکرہ محض برائے تذکرہ ہو کر رہ گیا ہے اور یہ بھی (بقول مولانا محمد تقی عثمانی) ایک فیشن سا بن چکا ہے کہ جب کوئی بات نکلے تو زمانہ اور زمانے کے لوگوں پر دو چار فقرے چست کر کے ان کی حالت پر محض زبانی اظہار افسوس کر دیا جائے لیکن یہ صورت کیوں پیدا ہوئی ہے؟ اس کا علاج کیا ہے؟ اسے بدلنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ یہ سوالات ہم میں سے اکثر لوگوں کی سوچ کے موضوع سے یکسر خارج ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم لوگ زمانے کے بارے اس قسم کی باتیں بے پروائی سے کہہ کر نہ صرف خاموش ہو جاتے ہیں بلکہ خود بھی انہی لوگوں کے پیچھے ہو لیتے ہیں جنہیں ہم مختلف صلواتیں سنا کر فارغ ہوئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا ہم واقعی اس صورت حال سے پریشان ہیں اور اس کا کوئی سدباب کرنا چاہتے ہیں؟ اگر کوئی تشویش نہیں تو پھر خواہ مخواہ ایسی باتیں کہہ کر فضا کو مکدر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

اظہار تشویش کافی نہیں بلکہ

ہر شخص کو اپنے محاسبہ کی ضرورت ہے

اور اگر واقعتہ ہمیں ان حالات پر تشویش ہے تو پھر کام اتنا ہی نہیں بلکہ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا ذاتی طور پر اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھنا ہوا اور سوچنا ہوگا اور اپنے اپنے حلقہ ادارت میں ان برائیوں کا قلع قمع کرنا ہوگا جنہوں نے ہماری فضا کو مکدر کر رکھا ہے اور جو ہماری بستی کا موجب ہیں اس سلسلے میں ہر شخص کی ذمہ داری علیحدہ علیحدہ ہے اور اس حقیقت کو رسول پاک نے اس طرح ارشاد فرمایا۔

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

ترجمہ: تم میں ہر ایک دیا اختیار (نگہبان) ہے اور ہر شخص سے اس کی زیر ادارت رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ اور کچھ بھی نہ ہو تو ہر انسان کو اپنے گھر والوں اپنے بیوی بچوں پر تو اختیار حاصل ہوتا ہے اس لیے ہمیں چاہیئے کہ قرآن کریم کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اپنے بیوی اور بچوں کو آگ سے بچائیں۔ فرمایا

یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ تجربہ یہی ہے کہ حق بات اگر خلوص دل سے کی جائے تو وہ ضرور رنگ لاتی ہے اس لیے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے کہ بے عملوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں تشریف لاتے تھے تو وہ بالکل تنہا ہوتے تھے لیکن وہ توحید کے نور کو اس طرح پھیلاتے تھے کہ زمین و آسمان کو وحدانیت کے نور سے تابناک بنا دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسباب بے دینی کے بڑھتے ہوئے سیلاب میں دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ یعنی دوسرے کی دینی و دنیوی زبوں حالی پر درست رہنمائی فراہم کرنا اور درد دل کے جذبے سے سرشار ہونا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ عبادت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

از، صالح محمد خان درانی

مرزا اسد اللہ خان غالب سے انٹرویو

"صحیفہ" کے غالب نمبر کی ورق گردانی کے بعد دیوانِ غالب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے ریسیور کان سے لگایا تو دوسری جانب سے آواز آئی ——— "مرزا غالب بول رہا ہوں" ——— تعجب اور حیرانگی کے ساتھ پوچھا ——— "تعجب ہے کہ آپ خلد آباد سے فون کر رہے ہیں" ——— جواب آیا ——— "اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ اگر ہم مُردوں کے ووٹ بھگتا کر جعلی انتخابات کا ڈھونگ رچایا جا سکتا ہے تو کیا ہم اتنے بے بس ہیں کہ تھوڑی دیر کے لیے آپ سے رابطہ قائم نہ کر سکیں" ——— "ضرور، ضرور۔ لیکن کیا آپ کو اطلاع پہنچی ہے کہ دھاندلی کے انتخابات کا حشر کیا ہوا؟"

"حشر کیا ہونا تھا۔ انتخابات کے نتائج سے پہلے ہی ہمیں علم تھا کہ جن نے ہم مُردوں کے ووٹ بھگتائے وہ سیاسی طور پر بھی مُردہ ہو جائیگا"

"آپ کی باتیں بڑی دلچسپ ہیں۔ اجازت ہو تو چند سوالات پوچھوں"۔

"ضرور پوچھیں، آپ کو اجازت ہی اجازت ہے" ——— "آپ کی حوصلہ افزائی کا شکریہ، لیکن اتنی گذارش ہے کہ آپ میرے سوالات کے جوابات بجائے نثر کے اپنے مخصوص شاعرانہ انداز میں دیں تو زیادہ لطف رہے گا" ———

س: حضرت زندگی میں تو آپ کا یہ معمول تھا کہ،

آب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

فرمایئے! عاقبت کا حال، اب خلد آباد میں کیسی گذرتی ہے

ج: ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال
خُلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھُلا

س: مرزا صاحب! اساتذہ سے سنتے آئے ہیں اور کتابوں میں پڑھتے رہتے ہیں کہ آپ کی عشقیہ شاعری نے بہت سے عاشقوں کو پیغامِ عشق دینا سکھا دیا۔ براہِ کرم آپ ہی اس عقدہ کو حل کیجیئے کہ آخر عشق ہے کیا؟

ج: عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی، درد بے دوا پایا

س: عشق کی تو آپ نے وضاحت کر دی، فرمایئے حُسن کسے کہتے ہیں؟

ج: سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری
حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا

س: آپ کی زندگی میں تو چار دانگ عالم میں آپ کی شاعری کا چرچا تھا بڑے بڑے نامور شعراء آپ کے تلامذہ میں سے آسمانِ شاعری پر بصورتِ انجم چمکے اور آپ کے ہمعصر دیکھنے والوں کو طفلِ مکتب نظر آتے۔ دُنیا کی طرح خلد آباد میں بھی آپ کی شاعری کے چرچے ہوں گے اور آپ کی عاشقانہ شاعری پہ فرشتے بھی جھومتے اور داد و تحسین کے ڈونگرے برساتے ہوں گے؟

ج: پاتا ہوں داد اس سے کچھ اپنے کلام کی
روح القدس اگرچہ، مرا ہم زباں نہیں

س: وہاں تو آپ کو نہ گھومنے کی خواہش ہو گی نہ حسن و جمال کی تلاش، پڑے آرام سے کسی گوشے میں پڑے رہتے ہوں گے۔

ج: مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں
ایک چکر ہے، میرے پاؤں میں زنجیر نہیں

س: آپ کی شاعری کے بعض مقامات سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ درد و کرب اور رنج و الم کی زندگی آپکی کب سے شروع ہوئی۔

ج: کب سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں
شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں

س: گستاخی معاف، مرزا صاحب! حور تو بہت خوب صورت ہو گی، اتنی کہ آپ اپنے روایتی محبوب کو بھول گئے ہوں گے۔

←

ج : حسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی
آں کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی

س : مرزا صاحب سنتے ہیں کہ آپ کی زندگی مے کشی اور شاعری کے امتزاج سے مرتب تھی۔ اس میں حقیقت کہاں تک ہے۔

ج : قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

س : بے ادبی معاف، آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ بے تحاشا شراب پیتے تھے اور آپ کو خلد آباد میں یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسٹر بھٹو جو کل تک تختِ شاہی پہ متمکن تھے اور آج کل میں عنقریب، خیانت، قتل، لوٹ مار، اور اپنی دیگر بداعمالیوں کی وجہ سے تختۂ دار تک پہنچنے والے ہیں، وہ بھی شراب کے بڑے رسیا تھے اور برسرِ عام اعتراف کرتے تھے کہ پیتا ہوں مگر کم پیتا ہوں۔ اس بنا پر ان کی بیگم بھی شراب پینے پر پابندی لگانے کو ناپسند کرتی ہیں۔ بادۂ ناب سے اس قدر رغبت اور دلچسپی کی آخر وجہ کیا ہے۔

ج : مے سے غرض نشاط ہے، کس رو سیاہ کو
اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیئے

س : اے حضرتِ لامکاں، آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسٹر بھٹو کو سیر و سیاحت اور شکار کا بڑا شوق ہے جیسا کہ آپ سیر و تفریح کے بڑے شوقین تھے اگر بھٹو مارشل لاء حکام کو آپ کے پاس بھیج دیں تو کیا آپ کی اور مسٹر بھٹو کی صحرا نوردی کا شوق شرمندۂ تعبیر ہو جائے گا!

ج : کیوں نہ فردوس کو دوزخ میں ملا لیں یا رب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

س : حضور والا، پاکستان لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا تھا، لیکن آج لا الہ الا اللہ کے منکر، ملحد، کمیونسٹ اور ہر طرح کے غنڈے اور بدمعاش پیپلز پارٹی کے کیمپ میں اکٹھے ہو چکے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ ملک کی بقا اور استحکامِ پاکستان کا نعرہ لگاتے ہیں، کیا ان کے نعرے صداقت پر مبنی ہیں۔

ج : گرچہ میں دلیوانہ پہ کیوں دوست کا کھاؤں فریب
آستیں میں رشتہ پنہاں، ہاتھ میں خنجر کھلا

س : بانیٔ پاکستان کی وفات کے بعد ان کی جیب کے کھوٹے سکوں خان عبدالقیوم خان اور یوسف خٹک کی قماش کے لوگوں نے جس طرح دونوں ہاتھوں سے ملک کو لوٹا یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، اس کے باوجود یہ لوگ مسٹر جناح رح کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں، کیا اب بھی ان کی وفاداری شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

ج : ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

س : آپ نے سنا ہو گا کہ اکتوبر کے انتخابات کا جب اعلان ہوا تو خان عبدالقیوم خان نے پیپلز پارٹی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے مشترکہ جلسے کیے کیا خان قیوم صاحب کا پیپلز پارٹی کے ساتھ اشتراک اخلاص کی بنیادوں پر تھا۔

ج : رشک کہتا ہے کہ اس کا غیر سے اخلاص دیکھ
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا

س : انگریزوں کے دورِ اقتدار میں جن لوگوں کو سر، نواب اور خان بہادر کے خطاب ملے اور اپنے آپ کو سرخرو سمجھتے تھے یا معافی مانگ کر کاروانِ آزادی سے بچھڑ جاتے تھے یعنی وہ لوگ جو ؏
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی،
آج کل وہی لوگ خان عبدالغفار خان، پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود اور ان کے رفقاء پر غداری اور ملک دشمنی کے الزامات لگاتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ آزادی کی جنگ لڑنے میں پیش پیش تھے۔ آپ کی باچا خان، عبدالولی خان، مفتی صاحب اور ان کے رفقاء کے بارے میں کیا رائے ہے۔

ج : بہت دلوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی
وہ اک نگہ، کہ بظاہر نگاہ سے کم ہے

س : آج کل مسٹر بھٹو نواب محمد احمد خان کے مقدمۂ قتل کے سلسلہ میں پابند سلاسل ہیں، نواب صاحب کے علاوہ بھی مولانا شمس الدین، عبدالصمد خان اچکزئی، ڈاکٹر نذیر، جاوید نذیر، خواجہ رفیق کے خون سے مسٹر بھٹو کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں۔ اگر آپ کی ملاقات مسٹر بھٹو سے ہو جائے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟

ج : رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے
نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے

س : مسٹر بھٹو کی گرفتاری کے بعد پیپلز پارٹی واضح طور پر دو دھڑوں میں تقسیم ہو چکی ہے ایک گروپ تحریک چلا کر انہیں رہا کرانا چاہتا ہے۔ ملتان اور جھنگ میں مزارات بکثرت ہیں۔ لیکن ابھی تک لاہور میں ہی گرفتاریاں مزارات سے پیش کی جا رہی ہیں اس گروپ کی قیادت بیگم بھٹو کر رہی ہیں جبکہ دوسرا گروپ تحریک چلانے کے حق میں نہیں اور اس دوسرے گروپ کی قیادت پیپلز پارٹی کے نفسِ ناطقہ کوثر نیازی کر رہے ہیں۔ ؏ اڑتی سی اک خبر ہے آوارہ طیور کی کہ بیگم بھٹو جو آج کل پیپلز پارٹی کی قائم مقام چیئرمین ہیں، عنقریب کوثر نیازی، غلام مصطفےٰ جتوئی اور غلام مصطفےٰ کھر کے پارٹی سے اخراج کا اعلان کرنے والی ہیں۔ آپ کے خیال میں اس وقت کوثر نیازی اور ان کے ہم نوا بیگم بھٹو کے بارے میں کیا کہتے ہوں گے۔

ج : ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں بتاؤ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے!

س : ایک آخری سوال، تحریک چلانے کی مخالفت کے باوجود مسٹر کوثر نیازی یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی تحریک چلانے کی صلاحیت رکھتی ہے اور کارکن اپنے قائد کے لیے خون بہانے کے لیے ہر لمحہ تیار ہیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔

ج : رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل : جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

از عنایتُ اللہ خان

ہیروشیما کے بعد نیوٹرون بم

جاپان کے بدقسمت شہر ناگاساکی کے شہریوں نے ہر سال کی طرح اب سے بتیس سال قبل ایٹمی بمباری کا سوگ منایا اور ایک میدان میں خاموش کھڑے ہو کر امن کی دعائیں مانگیں۔ ہیروشیما اور ناگاساکی کے شہری ہر سال ماہ اگست کے ان ایام میں ان مظلوم انسانوں اور اس ہولناک ایٹمی تجربہ کی یاد مناتے ہیں جب پل بھر میں یہ دونوں شہر اپنی پوری آبادی اور زندگی کے ہر آثار سے محروم کر دیئے گئے تھے اور ایٹمی شعلے نے لاکھوں انسانوں اور شہر کی تمام عمارتوں کو بھسم کر دیا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک وہاں ایٹمی حملے کے اثرات یعنی تابکاری سے ہلاک ہونے والوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جو لوگ زندہ بچے ہیں وہ مردوں سے بدتر ہیں۔ یہ تو تھی اب سے بتیس سال پہلے کے دو ایٹم بموں کی ہلاکت خیزی۔ اب اس عرصہ میں نہ صرف ایٹمی ہتھیار رکھنے والے ملکوں کی تعداد بڑھ کر ایک سے تقریباً آٹھ یا نو ہو گئی ہے اور بہت سے دوسرے ملک بھی اب باآسانی ایٹمی اسلحہ تیار کر سکتے ہیں بلکہ اب اس دور کے ایٹمی ہتھیاروں اور میزائیل وغیرہ کی طاقت اور ہلاکت خیزی بہت ہی زیادہ ہے۔ ان جدید ایٹمی ہتھیاروں اور جوہری دور مار میزائیلوں کے مقابلے میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر پھینکے جانے والے ایٹمی بم محض پٹاخوں کی طرح تھے۔

یہی نہیں بلکہ اب امریکہ نے جو خود کو انسانی حقوق کا عالمی علم بردار کہلاتا ہے حال ہی میں ایک نئے اور انتہائی تباہ کن جوہری ہتھیار یعنی نیوٹرون بم کا تجربہ کیا ہے اور امریکی حکومت نے اس کی تیاری کی منظوری دی ہے۔ اس بم کی ہلاکت خیزی اور تباہی کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ یہ جس جگہ پھینکا جائے گا وہاں اور اطراف میں دور دور تک نہ صرف تمام انسانی زندگی بلکہ ہر قسم کی حیاتیات ہلاک ہو جائیں گی۔ امریکہ کے اسلحہ ساز سیاسی حلقوں نے اس بم کے تجربے اور تیاری کا جواز اس نامعقول طریقے سے کیا ہے کہ اسے "عذر گناہ بدتر از گناہ" ہی کہا جا سکتا ہے۔ کہا یہ گیا ہے کہ اس نئے جوہری بم سے صرف انسان ہلاک ہوں گے اور کسی عمارت یا تنصیبات کو نقصان نہیں ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ عمارتوں کا کیا فائدہ جب انسان ہی باقی نہیں رہے گا۔ اس بم سے جو جوہری تابکاری پھیلے گی اس سے فوری ہلاکت کے بعد عرصہ تک جوہری تابکاری کے مہلک اثرات دور دور علاقوں تک انسانوں اور دیگر جانداروں پر پڑتے رہیں گے اور لوگ نسل و نسلی ان امراض سے مرتے رہیں گے۔ اس طرح امریکہ نے کروز میزائیل تیار کر کے ایک لو عالم خطرے کو دعوت دی ہے۔ ان نئے اور وسیع طور سے تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی تیاری کے خلاف پوری دنیا بشمول امریکہ میں امن دوست حلقے احتجاج کر رہے ہیں

ان نئے ہتھیاروں کی تیاری کا سب سے بڑا سیاسی نقصان یہ ہے کہ ان کی وجہ سے سرد جنگ میں کمی اور ڈیتانت کی تحریک کو نقصان پہنچے گا اور اسلحہ کی دوڑ ایک بار پھر تیز ہو جائے گی جو پنٹاگون اور ناٹو کے حلقے پہلے سے ہی چاہتے ہیں۔ بعض غیر جانبدار اور سائنسی اندازوں کے مطابق اب دنیا میں ایٹمی اسلحہ اور دور مار میزائیلوں اور آبدوزوں وغیرہ کی مجموعی ہلاکت خیزی کی قوت اس قدر زیادہ ہے کہ ان سے کرۂ ارض کی تمام آبادی ہر قسم کی زندگی اور تہذیب و تمدن کو ۳۲ بار تباہ اور نابود کیا جا سکتا ہے دیہ واضح رہے کہ دنیا کو صرف ایک ہی بار تباہ کیا جا سکتا ہے، ایک اور اندازے سے دلچسپ لیکن سنسنی خیز حقیقت سامنے آئی ہے کہ اس وقت دنیا میں مہلک ہتھیاروں کے اس قدر ذخیرے ہیں کہ ان میں سے اگر صرف جوہری اسلحہ کی ہلاکت خیزی تقسیم کی جائے تو اس میں سے دنیا کے ہر انسان کے حصے میں پندرہ ٹن ٹی این ٹی قوت کا دھماکہ خیز مادہ آئے گا۔

ان تمام اعداد و شمار سے صاف ظاہر ہے کہ انسان اپنی اور زمین کی تباہی سے کہیں زیادہ طاقت کا اسلحہ پہلے بنا چکا ہے لیکن اس جنونی دوڑ کا سلسلہ بدستور جاری ہے یہی سبب ہے کہ تخفیف اسلحہ اور خاص طور سے جوہری اسلحہ کی دوڑ اور تجربات کا خاتمہ بنی نوع انسان کا اس وقت کا سب سے اہم فوری اور سنگین مسئلہ ہے۔ آج کل صورت حالیہ ہے کہ صرف چند بڑی طاقتوں کی اسلحہ سازی اور فوجی اخراجات پر ہر سال تین کھرب ڈالر کی شرح سے رقوم صرف ہوتی ہیں۔ اب یہ اندیشہ بھی عام ہے کہ جوہری اسلحہ سے بھی زیادہ مہلک اور تباہ کن اسلحہ ایجاد کیا جانے والا ہے۔ موجودہ سطح پر بھی اسلحہ سازی، اس پر آنے والے زبردست اخراجات اور نت نئے ہتھیاروں کی دوڑ کا مسئلہ خاص طور سے غریب پسماندہ اور ترقی پذیر اقوام کے لیے بہت اہم ہے۔ یہ بڑا المیہ اور ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف زمین پر کروڑوں افراد اناج کی کمی، غذائی قلت قحط سالی، امراض، ہولناک سماجی پسماندگی اور ناخواندگی وغیرہ میں گھرے ہوئے ہیں اور دوسری طرف اعلیٰ درجے کی انسانی صلاحیتیں اور ہنرمندی، قیمتی وسائل، دولت اور افرادی قوت انسانی خودکشی کے سامان تیار کرنے اور اسے مہلک تر بنانے پر صرف کی جا رہی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ عالم انسانیت کو درپیش اس انتہائی سنگین صورت حال میں ضروری امر یہ ہے کہ اقوام عالم کے درمیان سماجی نظاموں کے اختلافات اور فرق کے باوجود سیاسی اور فوجی ڈیتانت پر عمل کیا جائے۔ اب لینن کی یہ پیشین گوئی درست ہو چکی ہے۔ کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب جنگ اس قدر تباہ کن ہو جائے گی کہ اسے چھیڑنا تقریباً ناممکن ہو گا۔ اس سلسلے میں تخفیف اسلحہ پُرامن بقائے باہمی اور خاص طور سے جوہری اسلحہ کے عدم پھیلاؤ کے حق میں ہر طرح سے جوہری ہتھیاروں کے تجربات پر پابندی کی تحریک کو تیز کرنا بہت ضروری ہے۔ نئی اسٹاک ہوم امن اپیل بھی اس تحریک کی ایک کڑی ہے جس پر ان دنوں ساری دنیا میں دستخط ہو رہے ہیں۔ پھر اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا تیسواں اجلاس اس سلسلے میں ایک سنگ میل تھا جس میں روس اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں نے جوہری اسلحہ پر پابندی اور عام تخفیف

دنیا میں فی کس پندرہ ٹن دھماکہ خیز ہتھیار ہیں!!

اسلحہ پر زور دیا تھا۔ روس ۱۹۳۰ء سے ہی عالمی تخفیف اسلحہ پر زور دے رہا ہے اور اس نے حالیہ برسوں میں ایک عالمی تخفیف اسلحہ کانفرنس بلانے پر بہت زور دیا ہے۔ اس نے خود بھی اپنے طور سے اپنے فوجی اخراجات میں دس فیصدی کمی کی ہے تخفیف اسلحہ اور دیتانت کے سلسلے میں حال ہی میں منعقدہ درج ذیل معاہدے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ روس اور امریکہ کے درمیان مہلک ہتھیاروں میں تحدید (SALT) کا معاہدہ

۲۔ ایٹمی اسلحہ کی عدم پھیلاؤ کا معاہدہ

۳۔ روس اور امریکہ کے درمیان حالیہ معاہدہ جس کے تحت دونوں ملک صرف زیر زمین جوہری دھماکے کریں گے اور وہ بھی صرف پُرامن مقاصد کے لیے۔

۱۹۶۹ء میں روس نے تخفیف اسلحہ کمیٹی واقع جنیوا کو ایک تجویز پیش کی جس میں سمندروں کی تہہ میں فوجی سرگرمیوں کو ممنوع قرار دینے پر زور دیا گیا۔ اسی طرح ساحلی علاقوں کے قریب فوجی تجربات بند کرنے پر زور دیا گیا تاکہ سمندر آلودگی سے بچے رہیں اقوام متحدہ کے تحت فروری ۱۹۷۱ء میں امریکہ روس اور برطانیہ کو مشترکہ طور سے اس بات کا نگراں مقرر کیا گیا اور ۱۹۷۲ء میں اس پر عمل شروع ہوا کہ سمندروں کی تہہ اور زمین کی تہہ میں جوہری بموں کا ذخیرہ نہ کیا جائے۔ اسی طرح زمین کے ۳/۴ حصہ یعنی سمندروں میں جوہری اسلحہ جمع کرنے پر پابندی لگادی گئی۔ اب تک اس معاہدہ پر ۹۴ ملک دستخط کر چکے ہیں اسی طرح ایٹمی دھماکے خلاء زیر آب اور زمین کی سطح کے اوپر کرنے پر بھی پابندی ہے۔ اور اس پر امریکہ روس برطانیہ اور فرانس عمل کرتے ہیں۔ اب کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ ایک ایسا کنونشن اقوام متحدہ کے تحت بلایا جائے جس میں جراثیمی ہتھیاروں کی تیاری اور تجربات کو کلی طور سے ممنوع قرار دیا جائے۔ فضا اور بیرونی خلاء کے غیر فوجی استعمال پر پابندی کا معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔ یہ دو اہم معاہدے ساڑھے پانچ سال قبل ہوئے تھے اور ان پر عمل کیا جا رہا ہے۔

تخفیف اسلحہ کا مسئلہ بہت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے اسی لیے اس پر عمل کی رفتار بہت سست ہے۔ اس کے لیے باہمی اور کثیر فریقی مذاکرات اور رابطہ کی ضرورت ہے چنانچہ اس کی لازمی شرط دیتانت اور عام تعلقات کی بحالی ہے۔ اس سلسلے میں یورپ کی ہیلسنکی کانفرنس کے پروگرام پر بھی عملدرآمد کیا جائے گا۔ دیتانت اور اسلحہ کی دوڑ ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی چنانچہ سیاسی دیتانت کے ساتھ ساتھ فوجی دیتانت بہت ضروری اور ناگزیر ہے۔

جنرل مرچنٹ، محمد شفیق ندیم صاحب عبدالحمید صاحب رشید احمد صاحب، محمد ظفر صاحب ظفر آرٹز، میاں محمد اسلم صاحب، حنیف احمد صاحب اور بہت سے دیگر افراد نے جمعیۃ علماء اسلام میں شرکت کرتے ہوئے اکابرین جمعیۃ کی سرپرستی میں ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے بھرپور جدوجہد کرنے کے عزم کا اظہار کیا ضلعی امیر سید ظہیر احمد شاہ صاحب ناظم عمومی قاری محمد طیب صاحب نائب ناظم حافظ شبیر احمد اور امیر جمعیۃ علماء اسلام شہر وہاڑی حضرت مولانا عبدالستار صاحب نے نئے شامل ہونے والوں کا خیر مقدم کیا اور انہیں مبارکباد دی۔

گڑھی خیرو ضلع جیکب آباد

جمعیۃ علماء اسلام گڑھی خیرو کا اجلاس بروز جمعہ مدرسہ باب الہدیٰ گڑھی خیرو میں منعقد ہوا اجلاس کی صدارت جناب حاجی بیدار صاحب نے کی اجلاس سے جناب مولوی غلام رسول صاحب بروہی نے خطاب کیا

شمولیت

اس کے علاوہ جماعت اسلامی گڑھی خیرو کے امیر جناب مولانا الفراللہ صاحب سومرانی نے جماعت اور امارت سے مستعفی ہو کر جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا اور حضرت مفتی صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

اجلاس لبستی اتاؤلی جھنگ

گذشتہ دنوں حلقہ لبستی اتاؤلی جمعیت علماء اسلام کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا قاری محمد افضل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک کے بعد جمعیت علماء اسلام کے ناظم عمومی حافظ سعید احمد رشد نے جماعتی کارکنوں پر زور دیا کہ جماعتی پروگرام کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھایا جائے تمام جماعتی احباب نے حافظ صاحب کے خیالات کو بے حد سراہا نیز اس کے ساتھ پورے تعاون کا یقین دلاتے ہوئے پروگرام آگے بڑھانے کا بھرپور عزم کیا۔

بعد ازاں ناظم عمومی نے چند قراردایں پیش کیں جو کہ متفقہ طور پر منظور کی گئیں جمعیت علماء اسلام حلقہ لبستی اتاؤلی کا یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ انتخابات کی تاریخ کا جلد از جلد تعین کیا جائے۔ سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی جائے حیدرآباد ٹریبونل توڑ کر خان ولی خان پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے

نیز یہ اجلاس جمعیت علماء اسلام جھنگ کے نائب ناظم مولانا رشید احمد مدنی کے والد محترم جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کے عظیم رہنما ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل دیوبند اور جناب بلال زبیری روزنامہ غریب کے صحافی کی بے وقت وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے نیز اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے آمین ثم آمین

شہباز خان اور مسعود نیازی کو صدمہ

میانوالی: جمعیت علماء اسلام ضلع میانوالی کے سالار خان شہباز خان کی والدہ صاحبہ اور جمعیت کے رہنما جناب مسعود نیازی کی دادی صاحبہ قضاء الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں ان کی نماز جنازہ واندھی روشن والی میں جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر حضرت مولانا محمد رمضان صاحب نے پڑھائی نماز جنازہ میں جمعیت کے کارکنوں اور معززین شہر نے شرکت کی۔

اظہار تعزیت

میانوالی: جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا محمد رمضان صاحب سیکرٹری اطلاعات حاجی عطاء محمد عبدالقدوس قریشی جمعیت شہر کے سیکرٹری جنرل مولانا سعید صاحب اور سیکرٹری اطلاعات ملک محمد یوسف اور جمعیت کے مخلص کارکن جناب ملک عبدالہادی صاحب مالک اتحاد ہوٹل نے ایک مشترکہ بیان میں ضلعی سالار خان شہباز خان کی والدہ صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا اور دعا کی کہ خداوند قدوس انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا کریں اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرما دیں

محکمہ تعلیم پنجاب سے

میانوالی: جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری اطلاعات ملک محمد یوسف اور حاجی عطا محمد عبدالقدوس قریشی نے محکمہ تعلیم پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر عبدالحمید نظامی صاحب کو تبدیل نہ کیا جائے کیونکہ ان کی سرپرستی میں قوم کے بچے صحیح تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں نیز انہوں نے سکول کے لیے فوری طور پر ہال کمرہ، ایک ٹیوب ویل چار دیواری، زرعی فارم اور فرنیچر فراہم کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔

حیدرآباد

حلقہ وارڈ نمبر ۲ جمعیت علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس حاجی برکت اللہ کے مکان پر زیر صدارت حضرت مولانا عبدالمتین صاحب مہاجر میں شاخ کے لیے دفتر کے مسئلہ پر غور و فکر ہوا حاجی محمد سعید صاحب نے پیش کش کی کہ میرے مکان کے نچلے حصے کو بطور دفتر کے استعمال کیا جائے حاجی صاحب کی اس پیش کش کو قبول کر لیا گیا اور حاجی عبدالسلام صاحب و دیگر اراکین نے حاجی صاحب کو اس عظیم اور مثالی قربانی دینے پر مبارکباد دی نیز یہ فیصلہ ہوا کہ ہفتہ وار اجلاس اور درس قرآن پاک کا اہتمام کیا جائے جس میں ذمہ دار علماء کرام کو دعوت دی جائے آخر میں ایک قرارداد میں مولانا شمس الدین شہید کے قاتلوں کا سراغ لگانے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کا پرزور مطالبہ کیا گیا

جانشین سید انور رحمہ کی وفات

یہ غمناک دردناک و صناک خبر سے عالم اسلام بے چین ہو گیا کہ شیخ الاسلام واجب الاحترام حضرت بنوری رحمہ اللہ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

صرف ان کی اولاد یتیم نہیں ہوئی بلکہ علماء طلباء اور علم یتیم ہو گیا مرحوم عرب و عجم کے مقبول و محبوب عظیم راہنما تھے تقویٰ طہارت علم وعمل شرافت سخاوت کے حامل تھے کتاب و سنت کے داعی علماء کے استاد دین کے خادم رسول اللہ کے عاشق صادق تھے یہ خلا

پر نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صبر حضرت کو جوار رحمت میں جگہ دے آمین،

اظہار تعزیت

جھنگ:۔ جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کے صدر جنرل سیکرٹری پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر اتحاد علماء کونسل جھنگ کے جنرل سیکرٹری قومی اتحاد جھنگ کے نامزد صوبائی امیدوار علی الترتیب حاجی ملک علی محمد صاحب مولانا محمد یاسین۔ چوہدری محمد عقیل قاری غلام محمد مولانا محمد فاروق، مفتی عبدالحلیم مولانا منظور احمد چنیوٹی، میاں مہدی حیات چیلہ، مولانا بشیر احمد نے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات حسرت آیات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا ہے آپ پاکستان اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل کی دھڑکن تھے آپ علماء حق کے قافلہ کے سالار اعلیٰ تھے ختم نبوت کی تحریک کی عظیم قیادت اور اس کے حل کا سہرا بھی آپ کے سر ہے آپ ملک میں اسلام کا نفاذ چاہتے تھے اسی بنا پر اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن بنے اللہ پاک سے دعا کی ہے کہ نہیں انکا نعم البدل عطاء فرمائے مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطاء فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین ثم آمین ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

پیپلز پارٹی کے دور میں دی

گئی ہر قسم کی سیاسی رشوت

واپس لی جائے

خانیوال ۱۴ اکتوبر ؁۷۷ مولانا محمد رمضان اطہر امیر جمعیت علماء اسلام چوہدری محمد اصغر سردوہا ایڈووکیٹ نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے ضلع ملتان میں ضلع سرگودھا کی طرح گھوڑی پال سکیم کے تحت دی گئی اراضی انہی کاشت کاروں کو مالکانہ حقوق کی بنیاد پر دے دی جائے نیز انہوں نے فرمایا کہ پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں الاٹ کئے گئے ڈپو ریلوے کے جبر سب سٹیشنز اور تقاوی کے قرضہ جو کہ صرف اور صرف غبن کی نیت سے حاصل کئے ہیں فوراً واپس لیے جائیں۔

انہوں نے کہا۔ کہ کاٹن ٹریڈنگ کارپوریشن کے ختم ہونے کی وجہ سے جن ملازمین کا روزگار متاثر ہوا ہے۔ یا ان کو ملازمت سے علیحدہ کرنا ضروری ہو۔ تو پہلے ان کے متبادل روزگار کا بندوبست کیا جاوے نیز انہوں نے کہا۔ کہ محمد رفیق گورایا مجسٹریٹ خانیوال اور ایس۔ ایچ۔ او کا رویہ عوام کے ساتھ درست نہیں ہے لہذا انہیں فوراً تبدیل کیا جائے اور خانیوال کے ریلوے سٹیشن پر میل گاڑیوں میں کم از کم دس نشستوں کا کوٹہ مقرر کیا جائے۔ اور انکوائری دفتر یا بکنگ آفس کے پاس مقرر کیا جائے۔

مولانا زاہد الراشدی سندھ و بلوچستان

کا تنظیمی دورہ کریں گے

ساتھیوں سے ملاقات کے علاوہ تنظیمی

و دفتری امور کا جائزہ لیں گے

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نا صوبہ سندھ اور بلوچستان کے مختلف علاقوں کا مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق دورہ کریں گے اور اسی دوران جماعتی عہدہ داروں اور کارکنوں سے تبادلہ خیالات کے علاوہ تنظیمی و دفتر امور کا جائزہ بھی لیں گے۔

یکم سے ۴ نومبر تک		کراچی
۵	″	حیدرآباد
۶	″	سکھر
۷-۸-۹	″	کوئٹہ
۱۰	″	خانپور

مولانا زاہد الراشدی نے بتایا ہے کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام کو زیادہ سے زیادہ منظم و مستحکم کرنے اور دفتری نظام کو مربوط بنانے کے سلسلہ میں جماعتی راہ نماؤں اور کارکنوں سے بات چیت کریں گے۔

تعزیتی اجلاس

ریڈیو پاکستان نے فخر اسلام حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر دی جو آناً فاناً جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی لوگ ایک دوسرے سے معلوم کرنے کے لیے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے خبر کی تصدیق ہونے پر لوگوں میں رنج و غم یوں دیکھا گیا جیسے حقیقی باپ کی وفات ہو گئی ہو نماز ظہر کے بعد مدرسہ اسلامیہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد کے اساتذہ اور طلبا نے دارالحدیث میں جمع ہو کر متعدد قرآن کریم ختم کر کے ایصال ثواب کیا اور مولانا موصوف کی وفات کو ایک عظیم صدمہ قرار دیا بعد میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام شہر و بائری کا ایک خصوصی اجلاس زیر صدارت امیر ضلع سید ظہیر احمد شاہ صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران کا چناؤ عمل میں لایا گیا!

امیر.... حضرت مولانا عبدالستار صاحب
نائب امیر اول..... حاجی عالم دین صاحب
نائب امیر دوئم...... ڈاکٹر محمد الرحمٰن جاوید
ناظم عمومی.... قاری رشید احمد
نائب ناظم اول....... راؤ محمد یامین صاحب
نائب ناظم دوئم ..... خالد مسعود صاحب
خازن. . . . . . محمد امین صاحب
سالار..... صوفی محمد یونس تبسم صاحب
آفس سیکرٹری...... رشید احمد صاحب
سرپرست.... تاج دین صاحب

مجلس شوریٰ

مولانا حبیب اللہ ۲۔ قاری محمد اشرف ۳۔ قاری ظہور الحق ۴۔ قاری محمد صادق ظفر ۵۔ میاں محمد اسلم صاحب ۶۔ خالد صدیقی صاحب ۷۔ صوفی محمد اسحاق صاحب ۸۔ محمد رمضان صاحب ۹۔ محمد افضل خان صاحب ۱۰۔ عبدالمجید صاحب ۱۱۔ عبدالخالق صاحب ۱۲۔ رانا حاجی محمد شریف صاحب ۱۳۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب ۱۴۔ مولانا منظور احمد صاحب ۱۵۔ حاجی بشیر احمد تبلیغی صاحب ۱۶۔ صغیر احمد صاحب

۱ آخر میں نو منتخب امیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ قومی

اتحاد کا مقصد ملک میں اسلام کی سربلندی، قانون کی عملداری اور شرافت کی حکمرانی ہے۔

جھنگ

امیر جمعیت العلمائے اسلام جھنگ شہر حضرت مولانا عبدالمالک صاحب جنرل سیکرٹری حافظ بشیر احمد شیخ شرافت علی نے ایک مشترکہ بیان میں برصغیر کے ممتاز عالم دین مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی کے سربراہ تحریک ختم نبوت کے صدر اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کے لیے علم و دانش کا ایک درخشندہ ستارہ ڈوب گیا نور کا ایک چراغ بجھ گیا جس کی کمی ملت اسلامیہ مدتوں محسوس کرتی رہے گی۔

انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور پاکستان کے عوام کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

اظہار تعزیت

جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور جمعیت علماء اسلام تحصیل وزیر آباد کے سیکرٹری اطلاعات حافظ بشیر احمد چیمہ نے ایک مشترکہ بیان میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سربراہ اور اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور مرحوم کے فرزند مولانا محمد بنوری اور دیگر اہل خاندان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے نیز آج جمعیت علماء اسلام گکھڑ کے دفتر میں مقامی جمعیت کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں جمعیت علماء اسلام تحصیل وزیر آباد کے راہنما حافظ بشیر احمد چیمہ اور جمعیت علماء اسلام گکھڑ کے راہنما مولانا غلام علی نے خطاب کیا اور مرحوم کی دینی خدمات کو سراہا اور ان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا جمعیت کے دفتر میں قرآن خوانی کر کے مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی

انتخاب راجن پور

گذشتہ روز اللہ آباد کالونی جامع مسجد راجن پور شہر میں جمعیت علماء اسلام راجن پور شہر کا انتخاب عمل میں لایا گیا اجلاس کی صدارت مولانا محمد شفیع صاحب غوری نے کی تلاوت قرآن حافظ فاروق احمد قریشی نے کی

امیر ..... مولانا محمد شفیع صاحب غوری

نائب امیر ..... مولانا حافظ علی محمد صاحب صدیقی

ناظم اعلیٰ ..... محمد اکمل حقانی

ناظم ..... مولانا محمد رفیق صاحب

ناظم نشریات ..... حافظ فاروق احمد قریشی

سالار ..... دوست محمد غوری

خزانچی ..... حاجی رسول بخش صاحب کھوڑا

اجلاس میں حضرت مولانا درخواستی صاحب مدظلہ حضرت مولانا قائد مفتی محمود صاحب حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا گیا

اظہار تعزیت (سیالکوٹ)

جمعیت علماء اسلام شہر سیالکوٹ کے صدر سید بشیر احمد، علامہ منظور احمد، مولانا سلطان محمود صاحب، محمد نذیر قاسمی اور عبدالرؤف نے ایک مشترکہ بیان میں مولانا سید یوسف صاحب بنوری کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ ان کی وفات سے بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے۔

مجلس احرار اسلام کے حافظ محمد صادق مرزا محمد بشیر سالار پاکستان جمہوری پارٹی کے رہنما شیخ محمد اسلم اسداللہ باجوہ چوہدری تاج دین این ڈی پی کے صدر صادق عبدالمنان اور چوہدری جاوید گمن نے علیحدہ علیحدہ بیانوں میں مولانا محمد یوسف بنوری کی وفات پر گہرے غم کا اظہار کیا۔

اظہار تعزیت

چوہدری نصیر الدین حیدر امیدوار صوبائی اسمبلی سمندری نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں حضرت یوسف بنوری کی ناگہانی موت پر آپ کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے۔ اور مولانا کی دینی اور علمی خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے!

جمعیت علماء اسلام ضلع وہاڑی کی مجلس عاملہ کا اجلاس

آج مؤرخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء جمعیت علماء اسلام ضلع وہاڑی کا سالانہ اجلاس ہوا۔ جس میں حسب ذیل کاروائی ہوئی۔

مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی وفات پر تعزیت کی گئی اور ان کے حق میں دعائے ایصالِ ثواب مانگی گئی۔

آج کے اجلاس میں ماہانہ تربیتی کنونشن کا پروگرام مرتب ہوا جو کہ ضلع کی تینوں تحصیلوں میلسی، بورے والا اور وہاڑی میں ہر ماہ پابندی سے ہوا کرے گا تاکہ جماعتی کام ہوتا رہے اور آئندہ کے لئے فعال ورکر پیدا کئے جا سکیں اور سیاسی لائن پر بھی کام کیا جا سکے تاکہ نظامِ مصطفےٰ لانے کے لئے مجاہد مہیا کئے جا سکیں۔

اس اجلاس میں میلسی کے چوہدری انور علی سفیر جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام میلسی ڈاکٹر احمد بخش بھٹی ٹبہ سلطان پور، قاری محمد طیب صاحب ضلعی جنرل سیکرٹری نے اہم کردار ادا کیا۔

مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایک عظیم ملی سانحہ ہے

مستقل تعلیمی کمیشن میں دینی مدارس کے ماہرین کو شامل کیا جائے (مرکزی مجلس شوریٰ کی قرارداد)

جمعیۃ طلباء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس ۲۱ اکتوبر بروز جمعہ زیر صدارت میاں محمد عارف مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام منعقد ہوا اس کی مفصل رپورٹ آئندہ شمارے میں شائع کی جائے گی۔

مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں جو اہم قراردادیں پیش کی گئیں اور انہیں متفقہ رائے سے منظور کیا گیا وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے قرارداد میں کہا گیا ہے کہ حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کی وفات ایک عظیم ملی سانحہ ہے اور ان کی وفات سے علماء کی صفوں میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا ناممکن ہے۔ آخر میں حضرت مولانا کے لیے دعائے مغفرت کی گئی اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

۳۔ تعلیمی کانفرنس میں مدارس عربیہ کی نمائندگی کو جس انداز سے نظر انداز کیا گیا ہے اس پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس غلطی کی فی الفور تلافی کی جانی چاہیئے۔ اور مستقل تعلیمی کمیشن میں دینی علوم کے ماہرین کو بھی شامل کیا جائے۔

۳۔ پاکستان قومی اتحاد کے علماء اور طلباء کو مارشل لاء کے تحت جو سزائیں دی گئی ہیں اور ان پر نو جو پرانے مقدمات بنائے جا رہے ہیں یہ اجلاس اس پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ ان مقدمات کو فی الفور ختم کر کے دی گئی سزاؤں کو ختم کیا جائے تاکہ کارکنوں کے ذہنی اضطراب کو سکون میسر آ سکے

۴۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بلوچستان اسمبلی کے سابق سپیکر حضرت مولانا سید شمس الدین اور سید منیر احمد شہید کے قتل کی تحقیقات از سر نو کرائی جائے اور مجرموں کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں۔

۵۔ حاصل پور میں پولیس اور انتظامیہ کے جانبدارانہ رویہ کی پرزور مذمت کی جاتی ہے

صوبائی تربیتی اجتماعات

مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ کہ اب آئندہ صوبہ پنجاب کی طرح ماہانہ سہ روزہ تربیتی اجتماعات دوسرے صوبوں میں بھی منعقد کیے جائیں۔ اس سلسلہ میں صوبہ سرحد کا پہلا تربیتی اجتماع ۲-۳ دسمبر کو اکوڑہ خٹک میں منعقد ہوگا۔

صوبہ سندھ کا تربیتی اجتماع ۲۴ تا ۲۵ نومبر سکھر میں منعقد ہوگا اور صوبہ بلوچستان کے تربیتی اجتماع کے بارے میں فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔
صوبہ پنجاب کا تربیتی اجتماع ۲۶ تا ۲۸ نومبر مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں منعقد ہوگا۔

صوبائی مجلس شوریٰ کا اجلاس

۲۱ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک مرکزی دفتر میں صوبہ پنجاب کی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس زیر صدارت جناب صفدر چوہدری قائم مقام صدر صوبہ پنجاب، منعقد ہوا اس میں دوسرے اہم فیصلوں کے علاوہ تنظیمی دوروں کا پروگرام بھی بنایا گیا اجلاس کے دوسرے فیصلوں کی تفصیل آئندہ شمارے میں شائع کی جائے گی

تنظیمی دوروں کا پروگرام

۲۸۔ اکتوبر بروز جمعہ صوبہ سرحد کی مجلس عاملہ کا اجلاس صوبائی دفتر میں منعقد ہوگا۔ اور ۱۶ نومبر سے صوبہ سرحد کی جمعیۃ کے صدر صاحبزادہ فضل الرحمٰن صاحب صوبہ سرحد کا دورہ کریں گے۔ اس کے علاوہ فضل الرحمٰن درج ذیل پروگرام کے مطابق صوبہ پنجاب کا دورہ کریں گے۔

۲۷ نومبر بہاولپور اور ملتان کا دورہ جناب فضل الرحمٰن صاحب

۱۸ نومبر نہیب دی ضلع کیمل پور ان کے علاوہ

۲۸ - ۲۹ - اکتوبر ضلع ملتان جناب مغفور چوہدری صاحب

۳۰ 〃 〃 ڈیرہ غازی خان 〃 〃

۳۱ اور یکم 〃 مظفر گڑھ 〃 ورخواستی

۲ نومبر 〃 رحیم یار خان فضل الرحمٰن صاحب

۳ 〃 ضلع بہاولپور 〃 〃

۴ 〃 ضلع بہاولنگر 〃 درخواستی

۳ 〃 ضلع جہلم عبدالرؤف صاحب ربانی

۲۸ اکتوبر دھاقط آباد، ضلع گوجرانوالہ 〃 〃 〃

۱۱ نومبر سیالکوٹ 〃 〃 〃

۱۸ 〃 کیمل پور 〃 〃 〃

۱۸ 〃 لاہور ظہیر میر

۱۸ 〃 ساہیوال ڈاکٹر رشید تیراتی

۱۸ 〃 ضلع وہاڑی راؤ منور صاحب

〃 〃 راؤ منور احمد صاحب

کو حال ہی میں ضلع کی جمعیۃ کا کنوینر مقرر کیا گیا ہے یہ پروگرام کے مطابق ۸ ار نومبر تک پورے ضلع کا تفصیلی دورہ کر کے صوبے کو اپنی رپورٹ پیش کریں گے

۱۱ نومبر ضلع جھنگ ندیم اقبال اعوان صاحب

۱۲ نومبر ضلع فیصل آباد ندیم اقبال معروف صاحب
۱۳ " " سرگودھا " "
۱۴ " " میانوالی اور ۱۷ نومبر محمد نجیب
کا دورہ صوبائی صدر کریں گے۔

دینی مدارس کے طلبہ متوجہ ہوں

صوبہ پنجاب کی جمعیت کے ناظم عمومی جناب عبدالرؤف صاحب ربانی نے دینی مدارس کے تمام ذمہ دار ساتھیوں کو ہدایت کی ہے کہ تمام مدارس عربیہ میں جمعیت طلباء اسلام کے از سر نو یونٹ قائم کر کے اور باقاعدہ انتخاب کر کے پندرہ دن کے اندر صوبائی دفتر کو مطلع کیا جائے آپ نے کہا کہ حال ہی میں تمام دینی مدارس میں سال نو کے داخلے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اب نئے سال کے نئے عہدیداروں کا باقاعدہ انتخاب کرا کے اس کی رپورٹ صوبائی دفتر کو ارسال کی جائے۔

افتتاح دفتر ملتان اور صوبائی تربیتی اجتماع

جمعیت طلباء اسلام ضلع ملتان کے دفتر کا باقاعدہ افتتاح ۲۸ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک ہوگا۔ صوبہ پنجاب کی جمعیت کے نائب صدر جناب صفدر چوہدری مہمان خصوصی ہوں گے۔

یاد رہے کہ اس کے علاوہ آئندہ تربیتی اجتماع بھی بتاریخ ۲۶ تا ۲۸ نومبر مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں ہی منعقد ہوگا۔ اس سلسلے میں اجتماع کی مکمل ذمہ داری وہاں کی مقامی جماعت پر ہوگی اور صوبائی امراء سے مشتمل ایک کمیٹی ترتیب دی گئی ہے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جناب اعجاز حسین صاحب عبداللہ اصغر صاحب، بشیر احمد صاحب، سلیم شیخ صاحب اور رانا محمد اسحاق صاحب، تربیتی اجتماع سے متعلق تمام امور کی ذمہ داری اسی کمیٹی پر ہوگی۔

اظہار تعزیت

پورے ملک سے تعزیتی پیغامات کی بھرمار حضرت مولانا یوسف بنوری رح کی وفات یقیناً ہمارے ملک اور قوم کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ اس سلسلے میں جمعیت طلباء اسلام پاکستان کی تمام شاخوں سے اظہار تعزیت کے پیغام موصول ہو رہے ہیں۔ تعزیتی جلسے منعقد کئے جا رہے ہیں اسی سلسلہ میں بہاولنگر شہر کی جمعیت کے اراکین کے ساتھیوں کا ایک بھرپور اجتماع منعقد ہوا اجلاس میں قرآن خوانی کی گئی اور درود قرآن پاک پڑھ کر مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

اجلاس سے ضلع صدر ملک خلیل احمد اعوان، خالد محمود وٹو ناظم عمومی اور شفیق احمد شیخ صدر جمعیت طلباء اسلام بہاولنگر نے مولانا کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے طلبہ سے خطاب کیا۔ ان تمام حضرات نے حضرت مولانا یوسف بنوری کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ تحریک ختم نبوت میں مولانا کے کردار کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ انہوں نے تمام طلبہ سے پرزور اپیل کی کہ آپ مولانا کی روح کو ایصال ثواب کے واسطے قرآن خوانی کریں اس کے علاوہ فقیر والی چشتیاں اور ہارون آباد کے کارکنوں کے بھی علیحدہ علیحدہ اجلاس منعقد ہوئے ان میں قرآن خوانی کی گئی اور مرحوم کی روح کو ثواب پہنچایا گیا۔

ان کے علاوہ گوجرانوالہ ڈیرہ غازی خان ڈیرہ اسماعیل خان، ساہیوال، مظفر گڑھ، خانیوال، ملتان، حضرو ضلع کیمبل پور، لاہور، سکھر، کراچی، پشاور، کوئٹہ اور ملک کے دوسرے شہروں میں بھی باقاعدہ قرآن خوانی کی گئی۔ اور مرحوم کی روح کو ثواب پہنچایا گیا

یوم تاسیس

پچھلے دنوں ملک کے مختلف حصوں میں جمعیت طلباء اسلام پاکستان کا یوم تاسیس نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ جمعیت کی اکثر شاخوں میں مجلس مذاکرے منعقد کیے گئے۔ جمعیت کے پروگرام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے از سر نو عزم مصمم کیا گیا۔ اس سلسلہ میں خانیوال میں ایک عظیم اجتماع دفتر جمعیت طلباء اسلام کچہری بازار میں زیر صدارت رانا محمد اسحاق منعقد ہوا اس اجتماع سے محمد صفدر نائب صدر جمعیت طلباء اسلام خانیوال نے خطاب کرتے ہوئے جمعیت کے پس منظر پر روشنی ڈالی ان کے علاوہ محمد طاہر خلیل احمد، عبدالسمیع اور ظفر اقبال قریشی نے بھی خطاب کیا۔

جمعیت طلباء اسلام فیصل آباد کے کنوینر کا تقرر

جمعیت طلباء اسلام ضلع فیصل آباد کے صدر میاں محمد ریاض شاہد نے فیصل آباد شہر کے لیے کنوینر حافظ عبدالغنی خالد صاحب سٹوڈنٹ پنجاب میڈیکل کالج لائل پور کو مقرر کیا ہے فیصل آباد شہر کے تمام کارکنان جمعیت طلباء اسلام کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ فوری طور پر حافظ عبدالغنی خالد صاحب سے درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں

حافظ عبدالغنی خالد سٹوڈنٹ ایم بی بی ایس ہوسٹل
گورنمنٹ اسلامیہ کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد

طلباء کی تعلیم کے ساتھ کردار بنانے پر بھی غور کیا جائے

خانیوال ۱۵ اکتوبر پ ر جناب محمد طاہر جو کہ جمعیت طلباء اسلام کے قائم مقام نائب صدر ہیں اور طلباء کی اخلاقی اور تعلیمی اقدار کے تحفظ کے لیے ہمیشہ آگے آگے رہے ہیں نے اپنے بیان میں فرمایا کہ ملک میں اس وقت نظام تعلیم زیر بحث ہے۔ کانفرنسیں ہو رہی ہیں

لوگوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ

۱۔ نظریاتی مملکت میں نظام تعلیم بھی اسی نظریہ کے تابع ہونا چاہئے جب ملک اسلامی ہے۔ تو پھر نظام تعلیم بھی اسلامی ہونا ضروری ہے۔

۲۔ بازار اور سکول میں فرق قائم کرنا اساتذہ اور حکومت کا فرض ہے لہٰذا ایسا بندوبست کیا جائے کہ طالب علم سکول و کالج میں آنے کے بعد یہ محسوس کرے کہ میں کسی مقدس جگہ پر آیا ہوں اور اس کے تقدس کا احترام کرے

۳۔ پورے نصاب تعلیم کا جائزہ لے کر اس میں غیر ضروری غیر حقیقی اور خاص طور پر پرائمری سکول کے نصاب سے مشکل الفاظ اصطلاحات کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے تاکہ طلباء اس سے مستفید ہو سکیں۔

۴۔ سکول کی عمارت فرنیچر اور دیگر ضروریات پوری کرنے کا بندوبست کیا جاوے تاکہ اساتذہ اور طلباء کی عزت نفس مجروح نہ ہو